ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اکتوبر 2022ء جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 10

(التوبہ:128)

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درود شریف کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے اس کا نتیجہ یہ ہوگا قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا“۔

(ریویو آف ریلیجنز جنوری 1904ء جلد 3 نمبر 1 صفحہ 14-15)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

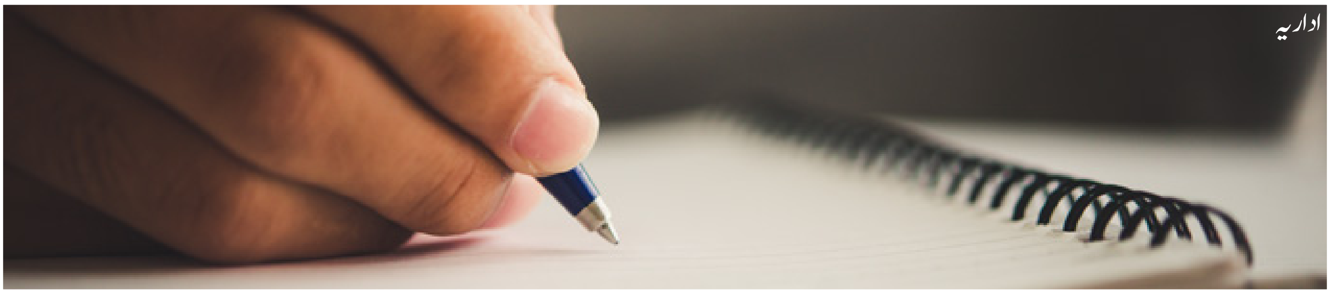

مسجد ''فتحِ عظیم'' کا مبارک اِفتتاح

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت سے بھی قبل دنیا بھر میں دین اسلام کے سچا اور زندہ مذہب ہونے کی منادی فرمائی اور بعد میں بھی آخر دم تک آپ کا یہی مشن رہا۔ اس مقصد کے لئے آپ نے ہزاروں کی تعداد میں اشتہار شائع کر کے یورپ، امریکہ اور دیگر علاقوں کی مذہبی شخصیات کو رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ بھجوائے۔ انہی میں امریکہ کا ایک عیسائی متّاد ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی بھی تھا۔ جس نے عیسائیت میں ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی تھی اور بائبل میں درج پیشگوئیوں سے مصنوعی مناسبت پیدا کرنے کے لئے صیحون (Zion) نامی شہر آباد کر کے ظاہر کیا تھا کہ مسیح اسی شہر میں نازل ہوگا۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ یسوع مسیح نے اسے یہ خبر دے کر بھیجا ہے کہ ''تمام مسلمان تباہ ہو جائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہے گا بجز ان لوگوں کے جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں''۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 242)

اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہار مطبوعہ ستمبر 1902ء میں تحریر فرمایا:

> ''ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیش گوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے''۔

حضور علیہ السلام نے اسے بار بار سمجھایا اور اس کے غلط عقیدہ کی اصلاح فرمائی لیکن اس نے ان باتوں کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا بلکہ اس نے اولاً بے التفاتی برتی اور پھر شوخی میں اس قدر بڑھا کہ کہنے لگا ''لوگ مجھے بعض اوقات کہتے ہیں کہ کیوں تم فلاں فلاں بات کا جواب نہیں دیتے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان کیڑے مکوڑوں کو جواب دوں۔ اگر میں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو ایک دَم ان کو کچل سکتا ہوں۔ مگر مَیں ان کو موقع دیتا ہوں کہ میرے سامنے سے دور چلے جائیں اور کچھ دن اَور زندہ رَہ لیں''۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 242)

اس کے بعد وہ بدزبانی میں بڑھتا ہی چلا گیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق وہ خدائی قہر کی زَد میں اس طرح آیا کہ پہلے مفلوج ہوا، پھر مریدوں نے بغاوت کر دی اور آخرکار دیوانہ ہو کر نہایت ذِلّت، دکھ اور حسرت کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچا، فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج اور ڈوئی کی ہلاکت تک کے تمام واقعات انگریزی اور جرمن زبانوں میں شائع ہونے والے مقامی اخبارات میں محفوظ ہیں اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ آج اس شہر میں جسے ڈوئی نے آباد کیا تھا اور بلند بانگ دعوے کئے تھے، اسے کوئی جاننے والا تک نہیں ہے جبکہ حضور کے پانچویں خلیفہ اور پڑپوتے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 24 ستمبر 2022ء کو وہاں تشریف لے گئے اور یہاں تعمیر کی جانے والی مسجد ''فتحِ عظیم'' کا افتتاح فرمایا ہے جو اس امر کا منہ بولتا روشن ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کہا تھا لفظ لفظ پورا ہوا۔ اس موقع پر جناب جمیل الرحمٰن صاحب نے اپنی ایک نظم میں کیا خوب کہا ہے۔

کس کا عَلَم بلند ہوا کس کا سَرنگوں ‌ ‌ ‌ کس کا جما ہے نقش ہوا کون کامیاب
وہ کون ہے جو حرفِ غلط کی طرح مٹا ‌ ‌ ‌ کس کے لیے کھلا ہر اِک فتح و ظفر کا باب
مچھر کی طرح کس کو خدا نے مَسل دیا ‌ ‌ ‌ کوئی ہمیں بتائے ، وہ ڈوئی کہاں گیا

اللہ کرے کہ یہ ''مسجد فتحِ عظیم'' اسلام کے حق میں عظیم الشان نشانات کے مسلسل ظہور اور ہر فرد جماعت میں عظیم روحانی انقلاب لانے والی ثابت ہو جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کے افتتاحی خطبہ جمعہ کے آخر پر فرمایا:

''اللہ کرے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ہمارے اندر بھی ایک انقلاب عظیم پیدا ہو۔ ہمارے اہل وطن بھی اور دنیا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جُوا اپنی گردن میں ڈال لے۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی قائل ہو جائے اور اس کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو یہ مقام حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے''، آمین۔

لا إله إلا الله محمد رسول الله

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

ربیع الاوّل 1444 ہجری قمری — اکتوبر 2022ء — جلد نمبر 23 — شمارہ نمبر 10 — اخاء 1401 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: تمہارا تکلیف میں پڑنا اُس (نبیؐ) پر شاق گزرتا ہے
06	نظم: ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ
07	خطبہ جمعہ: شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
12	منظوم کلام: شانِ حق آشکار ز شانِ محمدؐ اُست
13	وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پر چھائے
16	تعارف کتب: براہینِ احمدیہ (چہار حصص)
17	حضرت زید بن حارثہؓ
20	تحریکِ جدید ایک الٰہی اور آسمانی تحریک
21	یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے
23	اجرامِ فلکی کے اثرات یا توہّمات
25	شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی
28	سیکرٹریان تربیت جماعت احمدیہ جرمنی
33	میدانِ تبلیغ میں اہم پیش رفت
34	ماہ اکتوبر تاریخ کے آئینہ میں
35	تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ جرمنی
37	انٹرویو: ہوائیں تیرے فضلوں کا مُنادی
41	تاریخ جرمنی
42	ملکی و عالمی خبریں
43	ادبی صفحہ: خواجہ حسن نظامی صاحب کی نثر کے کچھ نمونے
44	جماعتی سرگرمیاں: پاکستانی سیلاب زدگان کے لیے ہیومینیٹی فرسٹ کا عطیہ
45	یادِ رفتگان: محترم سمیع اللہ سیال صاحب مرحوم
46	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
47	یادِ رفتگان: جب ذکرِ چھڑا اُس کا سب ہو گئے 'رنجیدہ'

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبد الرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

13

04

07

16

17

23

35

25

42

41

46

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

قال اللہ جل جلالہ

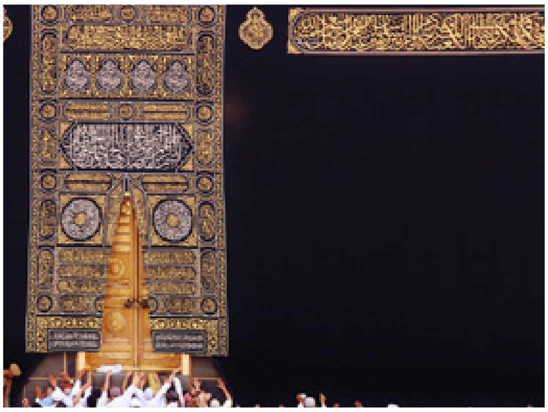

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ

(سورۃ آل عمران 160)

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہوگیا۔ اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أُخۡبِرُكُمۡ بِمَنۡ يَحۡرُمُ عَلَى النَّارِ وَتَحۡرُمُ عَلَيۡهِ النَّارُ عَلٰى كُلِّ قَرِيۡبٍ هَيِّنٍ سَهۡلٍ۔

(جامع ترمذی، صفۃ القیامۃ)

کیا مَیں تمہیں بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے۔ وہ حرام ہے ہر اس شخص پر جو (اللہ اور اس کے بندوں سے) قریب ہے۔ ان سے نرم سلوک کرتا ہے۔ ملائمت رکھتا ہے اور ان کے لیے سہولت مہیا کرتا ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

''جذب اور عقدِ ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خداتعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ۔(التوبۃ:128) یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 341 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

تمہارا تکلیف میں پڑنا اُس (نبیؐ) پر شاق گزرتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکیوں اور ابرار اخیار سے محبّت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ۔

(نورالقرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 433)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’واقع میں اگر ہم اللہ کے پورے بندے اور عابد اور تعظیم کرنے والے ہیں اور مخلوق پر شفقت اور رحم کرنے والے علوم اور عقائد سے خوشحال ہوں تو یہ سب فیضان اور احسان حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے درد اور جوش نہ ہوتے تو قرآن کریم جیسی پاک کتاب کا نزول کیسے ہوتا۔ آپ کی مہربانیاں اور توجہات اور محنتیں اور تکالیف شاقہ نہ ہوتے تو یہ پاک دین ہم تک کیسے پہنچ سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دین ہم تک پہنچانے کی غرض سے خون کی ندیاں بہادیں اور ہمدردی خلق کے لئے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا۔تو پھر غور کا مقام ہے کہ جب ادنیٰ ادنیٰ محسنوں سے ہمیں محبت پیدا ہو جاتا ہماری فطرتِ سلیم کا تقاضا ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا جوش کیوں مسلمان کے دل میں موجزن نہ ہوگا‘‘۔(الحکم جلد 12 نمبر 24۔ 2 اپریل 1908ء صفحہ 3-4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ۔ ایک تو اِس کی یہ حالت ہے کہ کسی کی ایسی مصیبت نہیں دیکھ سکتا جس میں وہ ہلاک ہوتا ہو۔دوسرے یہ کہ جب کسی کو مصیبت میں دیکھتا ہے تو اس کی نجات کے لئے دَوڑتا ہے۔دوسرے معنے یہ کہ سب کو جمع کرنا چاہتا ہے۔اس کی خواہش ہے کہ سب دنیا اس کے پاس آجائے تا وہ دکھوں اور مصیبتوں سے نجات پا جائے۔جس طرح انسان مال کو اس لئے جمع کرتا ہے کہ محفوظ ہوجائے۔اِسی طرح آپ یہی چاہتے کہ لوگ جن کے لئے الگ الگ رہنے میں ہلاکت ہے آپ کے پاس آجائیں تا ہلاکت سے بچ جائیں۔تو فرمایا کہ یہ مومنوں کو جمع کرتا اور خدا کی محبّت پیدا کرنے کے طریقے سکھاتا ہے‘‘۔پھر فرمایا۔’’بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کہ جب یہ لوگوں کو جمع کرلیتا ہے تو ان سے رأفت اور رحمت کا سلوک کرتا ہے۔حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ کا نتیجہ تو یہ ہے کہ مومن پیدا ہوں۔جب مومن پیدا ہوگئے تو اَب یہ بتاناتھا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے اس لئے فرمایا۔وہ لوگ جو اس کے پاس آجاتے ہیں ان سے نہایت ہی شفقت، رأفت، محبّت، رحم وکرم کا سلوک کرتا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍مئی 1917ء خطبات محمود جلد 5 صفحہ 458 ایڈیشن 2018ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

’’آپ پہلے جہان کے لئے اور دوسرے جہان کو مدنظر رکھتے ہوئے رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ صفت رحمٰن کے مظہر ہیں جس کی طرف ان دو آیات میں سے پہلی آیت کے دو لفظ عزیز اور حریص اشارہ کر رہے ہیں اور مومنوں کے لئے آپ رحیم ہیں۔پس ایک عظیم شخصیت، ایک عظیم رسول، ایک عظیم صاحب اخلاق، صاحب خلق عظیم، ایک عظیم انسان، اور انسانوں سے عظیم محبّت کرنے والا تمہاری طرف آیا ہے۔عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ وہ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتا مخلوق کی تکلیف اسے سخت گراں گزرتی ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اے انسانو! تمہیں بڑے بڑے منافع پہنچیں۔حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ اس آیت میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ عظیم رسول، خاتم الانبیاء، جو تعلیم لے کر آیا ہے وہ مخلوق کے ہر حصہ کے لئے رحمت ہے۔وہ عالمین کے لئے رحمت ہے۔وہ رحمت ہے اشجار کے لئے بھی اور پتھروں کے لئے بھی اور پانی کے لئے بھی اور معدنیات کے لئے بھی اور حیوانات کے لئے بھی وغیرہ وغیرہ‘‘۔

(خطبات ناصر جلد 8 صفحہ 30)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

’’حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر شفیق دل آپ کو دنیا میں ڈھونڈنے سے کہاں ملے گا، تصوّر میں نہیں آسکتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ یہ فرما کر فرمایا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبہ:129) جب بھی خدا کے بندوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یعنی اے لوگو! خدا کے بندو! عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گزرتی ہے یہ خطاب کا پہلا حصہ عام ہے۔پھر فرمایا جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے۔بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ وہ تو جیسے اللہ اپنے بندوں پر رؤف اور رحیم ہے جیسے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بار بار رحم لے کر آتا ہے اس طرح مومنوں پر تو یہ رسول رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے‘‘۔(خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 179)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اُسوہ نظر آتا ہے اور جس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے بھی کھینچا ہے کہ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبۃ:128) کہ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے۔پس آپ کو مومنین کے لئے جو محبّت تھی اس کی وجہ سے آپ کو برداشت نہیں تھا کہ ان کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچے مومنوں کو پہنچنے والی ذرا سی تکلیف بھی آپ کو بے چین کر دیتی تھی۔پس یہ اُسوہ ہے جو ہمارے سامنے رکھا گیا کہ ایک دوسرے کی تکلیف تمہیں بے چین کرنے والی ہونی چاہئے اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب حقیقی رنگ میں ایک دوسرے کے لئے رحم اور محبّت کے جذبات ہوں‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 496)

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چُھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لَاجَرَمْ در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قَسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبّت میں بُھلایا ہم نے

بخدا دِل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(انتخاب از درثمین ''اسلام اور آنحضرت ﷺ سے عشق'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبۃ:128)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کو اپنی صفات سے ہم پر ظاہر فرماتا ہے اور مومن بندوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا رنگ پکڑو، میرے رنگ میں رنگین ہو۔ میری صفات اختیار کرو، تبھی تم میرے حقیقی بندے کہلا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی اعلیٰ ترین مثال کوئی شک نہیں کہ آنحضرتؐ کے علاوہ کسی اور فرد میں نہیں پائی جاسکتی۔ کیونکہ آپؐ ہی اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے ہیں جس کے نور سے ایک دنیا نے فیض پایا، فیض پا رہی ہے اور ان شاء اللہ فیض پاتی چلی جائے گی تاکہ اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کرسکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرتؐ کی ذات بابرکات کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا''۔ وہ قیامت کیا تھی۔ مُردوں کو زندہ کرنے والی تھی۔ ''وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ ...... اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ''۔

(اتمام الحجۃ علی الذی لجّ وزاغ عن المحجّۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پس یہ ہیں ہمارے نبیؐ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے محبّت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا حقیقی پرتو بن کر دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبّت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 119)

پس آپؐ کی خدا تعالیٰ سے یہ انتہائی درجہ کی محبّت تھی جس کی وجہ سے آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بھی محبّت کی مخلوق کی تکلیف آپ کو گوارا نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق سے اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کے تحت سلوک فرماتا ہے تو یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ وہ ذات جس کا اوڑھنا بچھونا، جس کی ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھی، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے وہی سلوک روا نہ رکھتی جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتا ہے۔ آپؐ کے اندر خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے جو رحیمیت،

رحمانیت کے جذبات تھے، اس جذبے کے تحت جو محبّت موجزن تھی، اس کی شدّت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اُسے ان الفاظ میں محفوظ فرما لیا جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے، جس کا ترجمہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے، اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے، مومنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

جیسا کہ قرآنِ کریم نے ذکر کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو کہا کہ ان کافروں کو، مشرکین کو، اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا لینے والے خیالات رکھنے والوں کو، خبردار کر کہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ایک عذاب تمہارے لئے منہ کھولے کھڑا ہے۔ تم لوگ اس کی پکڑ کے نیچے آنے والے ہو۔ تو اِس رحمۃ للعالمین کی حالت انتہائی کرب اور تکلیف کی حالت ہو جاتی ہے، بے چین ہو ہو کر ان کے سیدھے راستے پر آنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتے اور دعائیں کرتے ہیں اور ان کو پیغام حق پہنچاتے ہیں۔ لوگوں

اور پھر مومنوں کے لئے بھی آپؐ کتنے حریص رہتے ہیں اس کا اظہار بھی اس آیت میں ہے۔ ایمان لانے والوں کو دیکھ کر آپؐ کو بڑی خوشی ہوتی تھی اور ان کو مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپ رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ ہر وقت یہ فکر تھی کہ میرے ماننے والے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں لپٹے رہیں۔ حدیث میں سے ایک دو مثالیں دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا، آپ مجھے کوئی دعا

اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ رہنمائی فرمایا کرتے تھے

پس یہ ہے ہمارے پیارے نبیؐ کا اُسوہ اور آپؐ کے بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے جذبات۔ وہ پیارا رسولؐ انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے جب تم تکلیف اٹھاتے ہو یا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی نہ کر کے اٹھاؤ گے۔ اس آیت میں کافروں اور مومنوں دونوں کے لئے جذبات کا اظہار ہے۔ آپؐ کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ کیا کیا تکلیفیں تھیں جو دشمن نے آپؐ کو نہ دیں، آپؐ کے ماننے والوں کو نہ دیں۔ عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر، ان کی ٹانگیں باندھ کر ان کو چیرا گیا۔ خود آپؐ کو انتہائی

کو بتاتے ہیں کہ کیوں اپنی دنیا و آخرت خراب کرنے کے درپے ہو؟ کیوں اپنے آپ کو جہنم کی آگ میں جھونک رہے ہو؟ اس حد تک حالت پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۔ (الکہف: 7) پس اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو کیا تُو اُن کے غم میں شدّتِ افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟ پس یہ سراسر رحمت کے جذبات لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے تھے اس

سکھائیں جو میں نماز میں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا تو کہہ اے اللہ! یقیناً مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے۔ تُو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تُو ہی غفور اور رحیم ہے۔

(بخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام۔ حدیث نمبر 834)

پھر ایک اور روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا فرشتے تم میں سے اس شخص کے لئے جو نماز والی اپنی اس جگہ پر رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو، بشرطیکہ وہ کوئی ناگوار بات نہ

وہ پیارا رسولؐ انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے جب تم تکلیف اٹھاتے ہو یا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی نہ کر کے اٹھاؤ گے

تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ اڑھائی سال تک آپ کے ماننے والوں کے ساتھ ایک گھاٹی میں محصور رکھا گیا لیکن آپؐ پھر بھی ان لوگوں کی بھلائی کی خواہش کرتے تھے۔ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے، انہیں سیدھے راستے پر چلائے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔ اپنا دفاع کیا تو صرف اس حد تک کہ وہ دفاع سے آگے نہ بڑھے، بدلہ یا دشمنی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کا تو شائبہ تک بھی آپ کے دل میں نہیں تھا۔ اور ان کو بچانے کے لئے اس حد تک بے چین تھے کہ اپنی جان ہلکان کر رہے تھے

فکر میں تھے جس نے آپ کی یہ حالت کر دی تھی کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہے تھے۔ آج کوئی بتائے کہ کیا کبھی کسی کے حقیقی باپ کو بھی اپنے بچوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے اتنی فکر ہوتی ہے جتنی آپؐ کو ان لوگوں کے لئے تھی جن سے آپؐ کا رشتہ صرف یہ تھا کہ وہ آپؐ کے پیارے خدا کی مخلوق ہیں۔ اور اللہ کا اپنی مخلوق سے جو تعلق ہے اور ان کو شیطان کے پنجے سے بچانے کے لئے جو اس نے آپؐ کو مبعوث فرمایا ہے، اس کا حق ادا کرنے والے بن سکیں۔ صرف یہ آپؐ کی غرض تھی۔

کرے، یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الحدث فی المسجد۔ حدیث نمبر 445)

تو یہ بھی ترغیب دلانے کے لئے ہے کہ نمازوں کی طرف آؤ، اللہ کی بخشش اور رحمت طلب کرو۔ اللہ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے والے بنو۔

پھر مومنوں کے لئے رحمت بننے کے لئے آپ کے حریص ہونے کی انتہا دیکھیں۔ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! جس مومن

کو مَیں نے سخت الفاظ کہے ہوں تو تُو اس بات کو قیامت کے دن اس شخص کے لئے اپنے قریب ہونے کا ایک ذریعہ بنا دے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ من آذیتہٗ فاجعلہ لہ زکاۃ و رحمۃ۔ حدیث نمبر 6361)

یعنی میری سختی بھی اس کے لئے رحمت بن جائے۔ تو اس حد تک آپ رؤف اور رحیم تھے کہ کہیں غلطی سے بھی یا ارادۃً بھی اگر کسی وجہ سے کسی کو کچھ کہہ دیا ہے تو اس کی بھی سزا نہ ہو بلکہ وہ رحمت کا ذریعہ بن جائے۔ پس یہ ہیں ہمارے نبی، جو رؤف اور رحیم ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ عَلَیۡکُمۡ (التوبۃ:128) یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پاؤ‘‘۔

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 433)

پس جیسا کہ ہم دیکھ آئے ہیں کہ آپ کی خواہش کافروں کو بھی ان بلاؤں سے نجات دلانے کے لئے اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ اُن کے ایمان نہ لانے پر آپؐ نے اُن کی ہمدردی میں اپنی جان کو ہلکان کیا ہوا تھا۔ پس یہ ہے وہ انسان کامل جس کی ہمیں کہیں اور مثال نہیں ملتی۔ مخلوقِ خدا سے ہمدردی کس طرح آپ کے پاک دل میں بھری ہوئی ہے تا کہ ان کے ذہن صاف ہوں۔ لیکن اگر ان کے دل صرف بغض اور کینے سے بھرے ہوئے ہیں اور کچھ سننے کے لئے تیار نہیں تو پھر اتمام حجت ہو جائے گا۔ بہر حال آج یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو ہر احمدی نے انجام دینا ہے۔

ہالینڈ کے ممبر آف پارلیمنٹ جس کا مَیں نے ذکر کیا، اس کا جہاں تک تعلق ہے، لگتا ہے اس کے دل میں تو اسلام اور آنحضرتؐ اور قرآنِ کریم اور مسلمانوں کے

اڑھائی سال تک آپ کے ماننے والوں کے ساتھ ایک گھاٹی میں محصور رکھا گیا لیکن آپؐ پھر بھی ان لوگوں کی بھلائی کی خواہش کرتے تھے

نے رؤف اور رحیم کا نام دیا ہے جو اپنوں کے معیار بلند کرنے کے لئے بھی بے قرار ہیں اور غیروں کو بھی عذاب سے بچانے کے لئے بے قرار ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے، اور ظل اللہ بنتا ہے اور پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے

آج آئے دن مغرب کے کسی نہ کسی ملک میں اسلام اور آنحضرتؐ کے خلاف مختلف طریقوں سے غلط پروپیگنڈا کر کے آپؐ کے مقام کو گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ہالینڈ کے ایک ممبر پارلیمنٹ نے ایک ہرزہ سرائی کی جس میں آنحضرتؐ اور اسلامی تعلیم اور قرآنِ کریم کے بارے میں انتہائی بیہودہ اور ظالمانہ الفاظ کا استعمال کیا۔ جہاں بھی اسلام اور بانی اسلامؐ کے متعلق اس قسم کی بیہودہ گوئی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں، اس ملک میں، جماعت احمدیہ جواب دیتی

لئے بغض اور کینہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ جس کا اظہار اس نے گزشتہ دنوں ایک انٹرویو میں کیا تھا۔ ان صاحب کا نام ہے غیرت ولڈرز (Geert Wilders)۔ کیتھولک گھر میں یہ پیدا ہوا لیکن رپورٹ کے مطابق مذہب سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں کو بھی جب اپنے مذہب میں سکون نہیں ملتا اور سمجھ نہیں آتی۔ خدا تک تو پہنچ نہیں سکتے تو پھر اسلام کو بھی بُرا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں، اس پر الزام تراشی شروع ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ صاحب کافی پرانے اسلامی تعلیم پر اعتراض کرنے والے ہیں۔

اے اللہ! جس مومن کو مَیں نے سخت الفاظ کہے ہوں تو تُو اس بات کو قیامت کے دن اس شخص کے لئے اپنے قریب ہونے کا ایک ذریعہ بنا دے

اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں‘‘۔

(الحکم جلد 6 نمبر 26 صفحہ 6 مورخہ 24 جولائی 1902ء)

پھر آپؐ فرماتے ہیں: ’’تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ

ہے۔ ہالینڈ والوں کو بھی مَیں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی لکھیں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کا تصوّر ان کے ذہنوں میں پیدا کریں تا کہ عوام کے ذہنوں سے اس اثر کو زائل کیا جائے۔ دراصل اسلام ہی ہے جو اس زمانے میں مذہب اور خدا کا عقلی اور حقیقی تصوّر پیش کرتا ہے۔ اس طرح اگر تو یہ لوگ جو اسلام اور آنحضرتؐ کے بارے میں اس قسم کی لغو اور بیہودہ باتیں لاعلمی یا کم علمی کی وجہ سے کرتے ہیں تو ان کو بتائیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کیا ہے اور آنحضرتؐ کا اُسوہ زندگی کے ہر شعبے میں کیا ہے۔

برقع کے خلاف بھی جو سب سے پہلے ہالینڈ میں مسئلہ اُٹھا تھا، یہی اس میں پیش پیش تھا۔ بظاہر مذہب سے لاتعلق ہے لیکن اسلام کے خلاف بغض کی وجہ سے عیسائیت اور یہودیت کو بقول اس کے اسلام سے بہتر سمجھتا ہے۔ سمجھے، لیکن اگر عقل رکھتا ہے تو اس زمانے میں جب مغربی ممالک کو تہذیب یافتہ ہونے کا دعویٰ ہے اور یہ صاحب اپنے آپ کو پڑھا لکھا بھی کہتے ہیں، ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہے، تو پھر دوسرے مذاہب کے بارے میں بیہودہ گوئی کرنے کا ان لوگوں کو حق نہیں پہنچتا۔ چند افراد کے ذاتی

فعل سے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ قرآن اور آنحضرتؐ کے بارے میں ایسی باتیں کرے کہ کوئی بھی عقلمند اور پڑھا لکھا انسان نہیں کرسکتا۔ مثلاً آنحضرتؐ کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر وہ آج ہالینڈ میں ہوتے تو نعوذباللہ دہشت گرد قرار دے کر ملک سے نکالتا۔ تم نے کیا نکالنا ہے، تم تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ دیکھنے والے ہو جب محمد رسول اللہؐ کے نام لیواؤں کی اکثریت ہر جگہ دیکھو گے۔ آنحضرتؐ کے دعویٰ سے لے کر آج تک کیا کیا کوششیں ہیں جو آپ کے مخالفین نے نہیں کیں۔ کیا وہ کامیاب ہوگئے؟ آج دنیا میں ہر جگہ، ہر ملک میں، چاہے وہاں مسلمانوں کی پھیلانے والے بن گئے۔ پس ہم تمہیں اتمام حجّت کے لئے اس رؤف اور رحیم نبی کے حوالے سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ تم جیسے لوگوں کو بھی آگ کے عذاب سے بچانے کے لئے بے چین رہتا تھا۔ اس کی باتوں کو غور اور تدبّر سے پڑھو اور دیکھو، پرکھو، سمجھو اور سمجھ نہ آئے تو ہم سے پوچھو اور اپنے آپ کو اُس دردناک عذاب سے بچاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔ جو حد سے بڑھنے والوں کے لئے مقدر ہے۔ اللہ کرے کہ اس قسم کی باتیں کرنے والے، یہ لوگ عقل کے ناخن لینے والے ہوں اور سمجھنے والے ہوں۔ لیکن یہ احمدیوں کی بھی امن پسند اور امن قائم کرنے والا کہتے ہیں۔ عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو یہ لوگ کیا نام دیتے ہیں۔ تم لوگ یاد رکھو کہ ان تمام زیادتیوں کے باوجود اسلام کا خدا جس نے اپنے پیارے نبی، جو ہر ایک کے لئے رؤف و رحیم تھے، پر جو تعلیم اتاری ہے، جو قرآنِ کریم کی شکل میں ہمارے سامنے ہے، وہ اتنی خوبصورت تعلیم ہے کہ اگر وہ سمجھنے والے ہوں تو سمجھ جائیں۔ ایک آیت کا مَیں ذکر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے گناہگاروں کو بھی بخشنے کے سامان فرمائے ہوئے ہیں۔ فرماتا ہے۔ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ

ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔

تعداد تھوڑی ہے یا زیادہ ہے روزانہ پانچ وقت بلند آواز سے اگر کسی نبی کا نام پکارا جاتا ہے تو وہ اس رحمۃ للعالمین کا نام ہے۔ جس کا دل باوجود ان مخالفتوں اور مخالفین کی گھٹیا حرکتوں کے انسانیت کا حق ادا کرنے کے ناطے ہر وقت ہر ایک کے لئے ہمدردی کے جذبات سے پُر تھا۔

پھر کہتا ہے کہ قرآن کے احکامات ایسے ہیں کہ نعوذباللہ آدھا قرآن پھاڑ کر علیحدہ کر دینا چاہئے۔ ان صاحب سے کوئی پوچھے کہ تم عملاً تو لامذہب ہو لیکن جن مذاہب کو اسلام سے بہتر سمجھتے ہو، ان کی تعلیم کا قرآنِ کریم کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس رؤف و رحیم نبی کی زندگی کے ہر حسین لمحے کی تصویر ان لوگوں تک پہنچائیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ، جسے اللہ تعالیٰ نے رؤف و رحیم قرار دیا تھا، انہوں نے دہشت گردی کی تعلیم دی ہے۔ ان کو بتائیں کہ اسلام کی جنگوں میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے ساتھ کیا نرمی اور احسان اور رحم کے سلوک کی اسلام کی تعلیم ہے۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا رحم کی تعلیم ہے۔ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر قیدیوں کے لئے رحم کے جذبات تھے۔ وہ قیدی جو جنگی قیدی تھے، جو جنگ میں اس غرض سے شریک تھے کہ مسلمانوں کا قتل کریں ان سے شفقت اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔ (الفرقان: 71) سوائے اس کے جو توبہ کرے اور ایمان لائے، نیک عمل بجا لائے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ خوبیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس اس ارشاد کی روشنی میں ان لوگوں کو اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے۔ مسلمانوں کی دلآزاری کرنے کی بجائے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ خود ان میں کتنی نیکیاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی ہتک کرنے کی بجائے اپنے اندر جھانکنا چاہئے۔ آج مغرب میں جو بے شمار برائیاں پھیلی

اس کی باتوں کو غور اور تدبّر سے پڑھو اور دیکھو، پرکھو، سمجھو اور سمجھ نہ آئے تو ہم سے پوچھو اور اپنے آپ کو اُس دردناک عذاب سے بچاؤ

تعلیم سے موازنہ تو عقل کی آنکھ سے کر کے دیکھو۔ تعصّب سے پاک نظر کر کے پھر قرآن کا مطالعہ کرو اور پھر سمجھ نہ آئے تو ہم سے سمجھو کہ جہلاء کو اس پاک کلام کی سمجھ نہیں آسکتی۔ قرآنِ کریم کا تو دعویٰ ہے کہ پہلے اپنے دلوں اور اپنے دماغوں کو پاک کرو تو پھر اس پاک تعلیم کی سمجھ آئے گی ورنہ تمہارے جیسے جہلاء تو پہلے بھی بہت گزر چکے ہیں جو اعتراض کرتے چلے گئے۔ وہ بھی ابوالحکم کہلاتا تھا جس کا نام قرآن نہ سمجھنے کی وجہ سے ابوجہل پڑا۔ اور وہ غریب مزدور، وہ غلام جو دنیا کی نظر میں عقل اور فراست سے عاری تھے اس قرآن کو سمجھنے کی وجہ سے علم و عرفان اور رحم کا سلوک ہے کہ آپ بھوکے رہ کر یا روکھی سوکھی کھا کر ان کو اچھا کھلایا جا رہا ہے۔ آج اس سراپا رأفت اور رحم پر یہ الزام لگانے والے یہ بتائیں کہ جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرا کر جو وہاں کی تمام آبادی کو جلا کر بھسم کر دیا تھا، بچے بوڑھے، عورتیں، مریض، سب کے سب چشم زدن میں راکھ کا ڈھیر ہو گئے تھے بلکہ اردگرد کے علاقوں میں بسنے والے بھی اس کی وجہ سے سالوں بلکہ اب تک بہت ساری خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں، نئے پیدا ہونے والے بچے اپاہج پیدا ہو رہے ہیں۔ کیا یہ ہیں اعلیٰ اخلاق؟ جن کے انجام دینے والوں کو یہ لوگ ہوئی ہیں وہ اپنے گریبان میں نہ جھانکنے کی وجہ سے ہیں۔ تمہارے گھروں کے چین اور سکون جو برباد ہوئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اب بھی اپنے خدا کو پہچان لو اور اس کے پیاروں کے بارے میں بیہودہ گوئیوں سے باز آ جاؤ اور رحیم خدا کو پکارو کہ وہ بخش دے۔

احمدیوں سے مَیں پھر یہ کہتا ہوں کہ اپنے اوپر اسلام کی تعلیم لاگو کرتے ہوئے ان عقل کے اندھوں یا کم از کم ان لوگوں کو جو ان کے زیرِ اثر آ رہے ہیں اور خدا کے

پیاروں سے ہنسی ٹھٹھے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، ان کو سمجھائیں کہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو نہ تمہاری بقا ہے اور نہ تمہارے ملکوں کی بقا ہے۔ کوئی اس کی ضمانت نہیں۔ پس اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو اس محسن انسانیت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیؐ کی ذات پر حملے بند کرو، اس سے تعلق پیدا کرو۔ اگر تعلق نہیں بھی رکھنا تو کم از کم شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ خاموش رہو۔

جنگوں کے علاوہ موسمی تغیرات کی وجہ سے بھی آجکل دنیا تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہالینڈ تو وہ ملک ہے جس میں اس لحاظ سے بھی شرک بڑھا ہوا ہے کہ یہاں کے صداقت کے طور پر بھی دی ہے۔ اس لئے بڑے خوف کا مقام ہے اور دنیا کو بڑی شدّت سے متنبّہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آنحضرتؐ کا مقام ان پر واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس نور کو دکھانے کی ضرورت ہے جس نے اُجڈ اور جاہل عرب کو اس زمانے میں مہذب ترین اور باخدا بنا دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا، وہی جس نے توحید کو قبول کی عظمت اَوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال وقدوس کی جگہ پر بٹھایا تھا اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیّدنا محمد ﷺ نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں

اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول (ﷺ) کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ باقی دنیا کو تو خدا نے بنایا ہے لیکن ہالینڈ کو ہم نے بنایا ہے۔ سمندر سے کچھ زمین نکال لینے کی وجہ سے ان کے دماغ اُلٹ گئے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ملک کا اکثر حصہ سطح سمندر سے نیچے ہے۔ جب طوفان آتے ہیں، جب آفات آتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب آتے ہیں تو پھر وہ پہاڑوں کو بھی غرق کر دیتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو بھی اور دنیا میں ہر جگہ انسانیت کو اس حوالے سے خدا کے قریب لانے کے لئے احمدی کی ذمہ داری ہے۔ اپنی ذمہ داری کو بھی سمجھیں اور خود بھی اس نبیؐ کے اسوہ

نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکزِ اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول، ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اُٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔ نہ یسوع کی طرح صرف لاف وگزاف۔ جس نے مکّہ میں ظہور فرما پاکر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اس رسولِ مقبول ﷺ نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہوسکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد ﷺ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول (ﷺ) کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب مَیں

آج مغرب میں جو بے شمار برائیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ اپنے گریبان میں نہ جھانکنے کی وجہ سے ہیں

پر چلتے ہوئے رحم کے جذبے کے تحت انسانیت کو بچانے کی فکر کریں۔ دنیا کو ایک خدا کی پہچان کروائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ توبہ کرنے والے، ایمان لانے والے اور پھر ایمان پر قائم رہتے ہوئے صالح عمل کرنے والے ہی ہیں جن کی بخشش ہوسکتی ہے۔

پس یہ پیغام عام کر دیں ورنہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پر ظالمانہ حملے کر کے عذاب کو دعوت دے رہی ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارضی وسماوی آفات کی خبر اپنی

کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پاکر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کے پہلے دنیا کیا تھی اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دِقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابؐ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مردہ پرستی روز بروز کم ہوگی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟۔ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رَدّ کر دے گا؟۔ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو! اور اے سوچنے والو سوچو! اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 8-9 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ پیغام، پیغام توحید ہے جو آج ہم نے ان سب تک پہنچانا ہے جو عقل اور شرافت رکھتے ہیں۔ جن کے لئے ہمیں اب پہلے سے بڑھ کر کمر ہمت کسنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ منصوبے ہیں جو حرکت میں آچکے ہیں اور ہم ہر روز اس کے نظارے دیکھتے ہیں، دیکھ رہے ہیں۔ ہماری تو یہ حقیر سی کوشش ہوگی جو ہمیں ثواب کا مستحق بنائے گی۔

آخر میں پھر میں ان بڑبولوں تک جو آنحضرتؐ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزّت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزّتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اس کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیرخواہ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کرلیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کرسکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔‘‘

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 385)

ان شاء اللہ وہ فتح تو آنی ہے۔ ہر احمدی یہ پیغام ایسے لوگوں تک بھی اور ملک کی دوسری آبادی تک بھی پہنچا دے کہ یہ لوگ جو اس قسم کی باتیں کرنے والے ہیں نہ تمہارے خیرخواہ ہیں نہ ملک کے خیرخواہ ہیں۔ نہ دنیا میں امن وسلامتی کے چاہنے والے ہیں بلکہ فتنہ پرداز لوگ ہیں بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف دنیا میں فتنہ اور فساد پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 16 مارچ 2007ء صفحہ 5)

خطبہ جمعہ 23/ فروری 2007ء

شانِ حق آشکار ز شانِ محمدؐ اَست

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ کی ایک فارسی نعت نبی ﷺ

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ اَست | آرے کلامِ حق بہ زبانِ محمدؐ اَست

اللہ تعالیٰ کی ذات کا حضرت محمد ﷺ کے بتانے سے پتہ چلا ہے،
ہاں! حضرت محمد ﷺ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا کلام جاری ہوا ہے۔

آئینہ دارِ پرتوِ مہر اَست ماہتاب | شانِ حق آشکار ز شانِ محمدؐ اَست

چاند، سورج کا ہی آئینہ دار ہے، اللہ تعالیٰ کی شان حضرت محمد ﷺ کی شان سے ظاہر ہوئی ہے۔

تیرِ قضا ہر آئینہ در ترکشِ حق اَست | اما کشادِ آں ز کمانِ محمدؐ اَست

بلاشبہ قضا کا تیر اللہ تعالیٰ کی ترکش میں ہے، لیکن اس کا چلنا حضرت محمد ﷺ کی کمان سے وابستہ ہے۔

دانی، اگر بہ معنیٔ لولاک وارسی | خود ہر چہ از حق اَست، ازانِ محمدؐ اَست

تجھے معلوم ہے کہ اگر تو ’’لولاک‘‘ کے مطلب کا ادراک کرلے،
ہر چیز جو حق کی طرف سے ہے وہ محمد ﷺ کے توسط سے ہے۔

ہر کس قسم بدانچہ عزیز اَست می خورد | سوگندِ کردگار بجانِ محمدؐ اَست

ہر کوئی اس کی قسم کھاتا ہے جو اسے پیارا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی جان کی قسم کھائی ہے۔

واعظ، حدیثِ سایۂ طوبیٰ فرو گذار | کانجا سخن ز سروِ روانِ محمدؐ اَست

اے ناصح! تو طوبیٰ کے سایہ والی حدیث کو بھول جاؤ، کیونکہ یہاں ذکر محمد ﷺ کے سرو قد کا ہے۔

بنگر دو نیمہ گشتنِ ماہِ تمام را | کاں نیمہ جنبشی ز بنانِ محمدؐ اَست

تو چودھویں کے چاند کو دو ٹکڑے ہوتا ہوا دیکھ کہ وہ کیسے محمد ﷺ کی انگلی کے ہلکے سے اشارہ سے ہوا۔

ور خود ز نفسِ مُہرِ نبوت سخن رَوَد | آں نیز نامور ز نشانِ محمدؐ اَست

اگر آنحضور ﷺ کی مہرِ نبوت کی بات ہو رہی ہو، تو وہ بھی محمد ﷺ کے معروف نشانوں میں سے ایک ہے۔

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم | کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ اَست

غالب! آؤ، محمد ﷺ کی مدح کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں کیونکہ
وہی انؐ کی پاک ذات کو سب سے زیادہ سمجھنے والا ہے۔

(غزلیاتِ فارسی غالب، ترجمہ از ڈاکٹر نعمان احمد مربی سلسلہ)

محمد انیس دیالگڑھی

وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پر چھائے

جس طرح ہمارا کرۂ ارض مختلف ترقیاتی ادوار سے گزر کر اپنی تکمیل کو پہنچا اسی طرح ہماری روحانی دنیا بھی ارتقاء کے بہت سے مراحل طے کرتے ہوئے تکمیل کے اُس دَور کو پہنچی جو انسان کامل اور رحمۃللعالمین کا بابرکت دَور ہے جس کا وجود رحمت ہی رحمت تھا۔جس کی آمد سے رحمت کی ایسی گھنگور گھٹا چھائی جو اپنے اور بیگانے پر کھل کر برسی۔وہ ایسا آبِ حیات لے کر آیا جس سے ہر بلندی اور ہر پستی سیراب ہوئی۔اس نے رحمت و رأفت اور محبت کے تمام ظرف ایسے بھرے کہ وہ چھلکنے لگے، بادہ کشوں نے بھی خم پر خم چڑھائے۔ یہاں تک کہ ان پر بھی وہی سرور و مستی کی کیفیت چھا گئی، وحشی حلم کا درس دینے لگے، انتقام کے اندھے عفو و درگذر کے بہانے ڈھونڈنے لگے، اس کی نگاہ کے فیض سے جاہل عالم بن گئے۔غرض اس جلوہ نے آناً فاناً عرب کے ظلمت کدے کی کایا پلٹ دی۔ چودہ سو سال سے زائد عرصہ سے اس جلوہ حسن کے واقعات دُہرائے جارہے ہیں مگر ان کی تب و تاب اور چمک دمک میں کوئی فرق نہیں آیا اور ہر بار ہر واقعہ نئے لطف اور ایمان کی تازگی کا باعث بنتا ہے۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نَو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا، تیری شناسائی کا

آپ ﷺ ہمیشہ ہی مخلوق خدا سے محبّت رکھتے تھے، کمزوروں اور حاجت مندوں کے کام آتے تھے، غریبوں کا بوجھ اُٹھاتے اور دنیا سے ناپید ہوجانے والے اخلاق اور نیکیاں قائم فرماتے تھے۔ جوانی کے عالم میں معاہدہ حلف الفضول میں شریک ہوئے جس کا بنیادی مقصد کمزروں اور مظلوموں کی داد رَسی تھا۔ اس معاہدہ کو آپ ﷺ نے آخر دَم تک نبھایا۔ اس کی خاطر آپؐ جابر دشمن کے مقابل پر بھی مظلوم کی مدد کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ اراشی نامی ایک اجنبی کو ابوجہل جیسے جابر شخص سے حق دلوانے کا واقعہ مشہور ہے جس کی درخواست پر آپ بے دھڑک ابوجہل کے گھر پہنچ گئے تھے اور اُس پر آپ کا ایسا رُعب طاری ہوا کہ بے چون وچرا اس معصوم کا حق دینے پر مجبور ہوگیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد 2 صفحہ 124-123 دارالفکر بیروت)

جہاں آپ ﷺ کمزوروں کا حق دلانے کے لیے بڑے سے بڑے بااثر ظالم سے بھی ٹکر لینے سے گریز نہ کرتے وہاں ان ظالموں کے لیے بھی آپ ﷺ کے دل میں ایک گوشۂ رحمت تھا۔مشرکین مکہ کے آنے والا قحط اگرچہ ان کے آپؐ پر مظالم ڈھانے کی سزا تھی مگر جب قحط کی شدت ہوئی یہاں تک کہ ہڈیاں اور مُردار کھانے کی نوبت آئی اور ابوسفیان نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر قحط سے نجات کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو اس رحمۃللعالمین کے ہاتھ بے اختیار دعا کے لئے اُٹھ گئے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ابرِ کرم برسنے لگا اور ایسا برسا کہ کفار مکہ کو آپ کی خدمت میں یہ دعا کرانے کے لئے پھر حاضر ہونا پڑا کہ یہ بارش تھم جائے۔ چنانچہ اس رحمتِ مجسّم کے ہاتھ پھر بلند ہوئے اور عذاب بنتی ہوئی بارش رک گئی۔

(بخاری، الخصائص الکبریٰ للسیوطی جز ثانی صفحہ 163 مطبوعہ بیروت)

طائف کا واقعہ کسے یاد نہیں۔ سفّا کی اور ظلمت و بربریت سے بھرا ایسا نظارہ چشمِ فلک نے آج تک نہیں دیکھا کہ دشمن نے پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا اور سارا جسم لہولہان تھا اور خون بہہ بہہ کر جوتوں میں جم رہا تھا، سارا جسم چھلنی اور انگ انگ دکھ رہا تھا اس وقت خدا کا فرشتہ

نازل ہوتا ہے اور آپ ﷺ کو اختیار دیتا ہے کہ اگر آپؐ چاہیں تو اسی وقت اس بستی کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ مگر آپؐ نہ صرف ان ظالموں کو معاف فرماتے بلکہ ان کی ہدایت کی دعا فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ ایسا دردناک تھا کہ آنحضرت ﷺ کے ذہن میں اس کی یاد ہمیشہ تازہ رہی اور اس کی شدّت کو بھول نہ سکے۔

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب آپ کے مددگار تو رہے مگر آپؐ پر ایمان نہ لائے تھے۔ وہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ آپؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ انہوں نے کہا بھتیجے! اپنے اس رب سے جس نے تجھے مبعوث کیا ہے دعا کر کہ وہ مجھے اچھا کر دے۔ نبی کریمؐ نے اسی وقت دعا کی ”اے اللہ میرے چچا کو شفا دے“۔ یہ دعا حیرت انگیز رنگ میں فی الفور قبول ہوئی۔ ابو طالب اسی وقت اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے ان کے بندھن کھول دیئے گئے ہوں۔ اور کہنے لگے اے محمدؐ! واقعی تیرے ربّ نے تجھے بھیجا ہے اور وہ تیری بات بھی خوب مانتا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا اے چچا! اگر آپ بھی اللہ تعالیٰ کی باتیں مانیں تو وہ ضرور آپ کی بھی سنے گا اور مانے گا۔

(مستدرک حاکم کتاب الدعاء جلد 1 ص 542 مطبوعہ مصر)

دشمنوں سے حسنِ سلوک کا تو ہم نے پڑھ لیا۔ اب ایک دھوکہ باز سے حضور ﷺ کا حسن سلوک ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدّو نے رسول اللہؐ کو ایک اونٹنی تحفہ دی۔ حضورؐ نے اس کے عوض اس کو چھ اونٹنیاں دیں مگر وہ پھر بھی ناراض تھا کہ مجھے کم دیا ہے۔ اس پر آنحضرتؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک اونٹنی تحفہ دی ہے اور جیسے میں اپنے گھر کے لوگوں کو پہچانتا ہوں اُسی طرح خوب پہچانتا ہوں کہ یہ میری ہی اونٹنی ہے۔ یہ اونٹنی فلاں دن مجھ سے گم ہوئی تھی جو اَب اس نے مجھے تحفہ دی ہے۔ میں نے اس کے بدلے اس کو چھ اونٹنیاں دی ہیں اور یہ ابھی بھی ناراض ہے۔ آئندہ سے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں کسی کا ایسا تحفہ قبول نہیں کروں گا۔ ہاں قریش، انصار، بنو ثقیف یا دوس قبیلہ کے مخلصین کا تحفہ رَدّ نہیں کروں گا۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 292 مطبوعہ بیروت)

اب اس رحمت عالم کا گنہگاروں سے حسن سلوک ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کا اعتراف کیا۔ پہلے تو آپ نے اس سے اعراض فرمایا جب اس نے چار مرتبہ اقرار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بدکاری کی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں جنون تو نہیں؟ اس نے کہا نہیں چنانچہ وہ شخص رجم کیا گیا۔ جب اسے پتھر پڑے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ اسے پکڑ کر رجم کیا گیا۔ نبی کریمؐ نے اس کے بارہ میں رحمدلانہ جذبات کا اظہار فرمایا۔ (بخاری 15) پھر فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر اہل مدینہ ایسی توبہ کریں تو ان سب کی توبہ قبول کی جائے۔ (ترمذی کتاب الحدود باب فی المرأۃ اذا استکرھت)

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب وہ بھاگ نکلا تو تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا۔

(ترمذی کتاب الحدود باب المعترف اذا رجع

اسی نوعیت کا ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص رمضان میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے تعلق قائم کر بیٹھا اور رسولؐ اللہ سے فتویٰ کا طالب ہوا آپ نے فرمایا تم غلام آزاد کر سکتے ہو اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اس نے کہا میری تو یہ بھی توفیق نہیں ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص گدھے پر کچھ کھانے کا سامان لایا۔ آپ نے پوچھا کہ وہ شخص کہاں گیا پھر اسے فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور صدقہ کر دو۔ اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ محتاج لوگوں پر صدقہ کروں۔ میرے اپنے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں، فرمایا جاؤ خود کھا لو۔

(بخاری کتاب الحدود باب من اصاب ذنبا دون الحدّ)

اب غریبوں اور بے کسوں سے اس رحیم و کریم وجود کا حسن سلوک ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی جس کا نام زاہرؓ تھا وہ نبی کریمؐ کو دیہات کی چیزیں تحفہ میں لا کر دیا کرتا تھا اور نبی کریمؐ اسے انعام و اکرام سے نوازتے اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہرؓ ہمارا دیہاتی اور ہم اس کے شہری ہیں۔ حضورؐ اس سے بہت محبّت کا سلوک فرماتے تھے۔ وہ شخص بہت سادہ اور بھدّی شکل کا تھا۔ ایک دفعہ حضورؐ نے اس کو دیکھا کہ وہ بازار میں اپنا سودا بیچ رہا ہے۔ آپؐ نے پیچھے سے جا کر باہیں اس کی گردن میں ڈال دیں۔ وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکا۔ کہنے لگا اے شخص! مجھے چھوڑ دو۔ پھر جو اس نے مڑ کر دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ حضورؐ ہیں تو وہ خوشی سے اپنی پُشت حضورؐ کے جسم مبارک سے رگڑنے لگا۔ حضورؐ فرمانے لگے میرا یہ غلام کون خریدے گا وہ بولا اے اللہ کے رسولؐ! پھر تو آپؐ مجھے بہت ہی بے کار سودا پائیں گے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا لیکن اللہ کے نزدیک تو تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو۔ تمہاری بڑی قدر و قیمت ہے۔ (مسند احمد جلد 3 ص 161 مطبوعہ بیروت)

حضرت انس بن مالکؓ خادم رسولؐ نے ایک مجنون عورت کے ساتھ رسول کریمؐ کی شفقت و محبت کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے کہ مدینہ میں ایک پگلی سی عورت رہتی تھی۔ جس کا نام اُم زُفر تھا، حضرت خدیجہؓ کی خادمہ خاص رہ چکی تھی۔ (بعد میں ذہنی عارضہ لاحق ہو گیا تھا) وہ ایک روز حضورؐ کے پاس آ گئی اور کہنے لگی کہ مجھے آپؐ سے ایک ضروری کام ہے، علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے کس وسعت حوصلہ سے اس کمزور اور دیوانی عورت کو یہ جواب دیا کہ اے فلاں کی ماں! مدینہ کے جس راستہ یا گلی میں کہو بیٹھ جاؤ اور میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر بات سنوں گا اور تمہارا کام کر دوں گا۔ چنانچہ وہ عورت ایک جگہ جا کر بیٹھ گئی۔ حضورؐ بھی اس کے ساتھ بیٹھ رہے۔ اس عورت نے اپنی بات بیان کرنی شروع کی اور آپؐ اس وقت تک اٹھے نہیں جب تک اس عورت کی تسلی نہیں ہو گئی۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد باب البراءۃ من الکبر: 4167)

غلاموں، لونڈیوں کا جو حال اُس زمانہ میں تھا تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اسے خوب جانتے ہیں۔ اُن سے جانوروں کا سا سلوک ہوتا تھا۔ ایک حبشی لونڈی مدینہ میں رہتی تھی اسے مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ ایک روز بے چاری اپنی بیماری کی شکایت لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ حضورؐ مجھے جب مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپؐ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اس تکلیف اور بے پردگی سے بچائے۔ آپؐ نے اس حبشی خاتون کی بہت دلداری فرمائی۔ کچھ دیر تسلی کی باتیں اس سے کرتے رہے پھر فرمانے لگے اگر تم چاہو اور صبر کر سکو

تو تمہیں اس کے بدلہ جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ معجزانہ طور پر تمہیں اس بیماری سے شفا دیدے۔ وہ کہنے لگی حضورؐ! میں صبر کرتی ہوں لیکن آپ یہ دعا ضرور کریں کہ مَیں مرگی کی حالت میں بے پردگی سے بچ جاؤں۔ حضرت ابن عباسؓ لوگوں کو اس لونڈی کی مثال دے کر کہتے تھے کیا میں تمہیں اہلِ جنّت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں۔ (الشفا للقاضی عیاض جز 2 صفحہ 111)

حضرت یعلیٰ بن مرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریمؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ راستہ میں ایک عورت ملی جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس بچے کو نیند کی حالت میں نامعلوم کتنی مرتبہ دَورہ پڑتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بچہ مجھے پکڑاؤ۔ مَیں نے بچہ حضورؐ کو دیا۔ آپؐ نے اسے اپنے پالان پر بٹھایا اور اس کا منہ کھول کر اس میں تین پھونکیں ماریں اور اسے اپنا لعاب دہن دیا اور فرمایا ”اللہ کے نام کے ساتھ اے اللہ کے بندے۔ اے اللہ کے دشمن دور ہوجا“ پھر حضورؐ نے وہ بچہ واپس پکڑا دیا اور اس عورت سے فرمایا کہ واپسی سفر میں اسی جگہ آ کر ملنا اور بچے کا حال بتانا۔

سفر سے واپسی پر وہ عورت وہاں موجود تھی۔ اس کے ساتھ تین بکریاں بھی تھیں۔ رسول کریمؐ نے پوچھا بچے کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم اس گھڑی تک اُسے کوئی دورہ نہیں پڑا۔ پھر اس نے تین بکریاں حضورؐ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیں نبی کریمؐ نے مجھے فرمایا کہ نیچے اترو اور ایک بکری لے کر باقی واپس کر دو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 ص 170 مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور عرض کیا کہ اسے کھانے کے وقت جنون کا دورہ ہوتا ہے۔ رسول کریمؐ نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ اچانک اسے کھل کر قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے سیاہ رنگ کا چھوٹا سا سانپ نکل کر بھاگ گیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 254 بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک حبشی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کرنے لگا۔ حضورؐ نے اسے فرمایا کہ سوال کر کے مسائل سمجھ لو۔ وہ کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اللہ نے سفید لوگوں کو ہم کالے لوگوں پر شکل وصورت اور رنگ کے لحاظ سے بھی فضیلت دی ہے اور نبوّت کے لحاظ سے بھی۔ اگر میں آپؐ کی طرح ان چیزوں پر ایمان لاؤں جن پر آپؐ ایمان لائے ہیں اور جس طرح آپؐ عمل کرتے ہیں میں بھی عمل کروں تو کیا مجھے بھی جنت میں آپؐ کا ساتھ نصیب ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ پھر نبی کریمؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت میں ایک سیاہ حبشی کے نور کی سفیدی ایک ہزار سال کی مسافت سے بھی نظر آئے گی۔ پھر فرمایا جس شخص نے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا اللہ کے ہاں اس کے لئے اس کلمے کی وجہ سے ایک عہد لکھا جاتا ہے۔ جو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھتا ہے اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہؐ ان باتوں کے باوجود پھر ہم کیسے ہلاک ہوجائیں گے؟ رسول کریمؐ نے فرمایا ایک شخص قیامت کے دن ایک عمل پیش کرے گا کہ اگر اسے ایک پہاڑ پر بھی رکھا جائے تو پہاڑ کو اسے اُٹھانا بوجھل معلوم ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اس عمل پر بھاری ہوگی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دامن پھیلا کر اسے زیادہ اجر عطا فرما دے۔ پھر حضورؐ نے سورۃ الدھر کی ابتدائی اکیس آیات کی تلاوت فرمائی۔ جن میں جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اس پر وہ حبشی کہنے لگا یا رسولؐ اللہ! کیا میری آنکھیں بھی جنت کی نعمتوں کو اسی طرح دیکھیں گی جس طرح آپؐ کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ اس پر وہ حبشی بے اختیار رونے لگا اور اتنا رویا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ اس حبشی کی تدفین کے وقت نبی کریمؐ اسے خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں رکھ رہے تھے۔

(مجمع الزوائد لھیثمی جلد 10 ص 420 مطبوعہ بیروت)

ان واقعات کو سُن کر ان خوش نصیب صحابہ پر رشک آتا ہے جنھوں نے اس دور میں اس رحمت عالم کے فیض سے خوب خوب حصہ پایا۔ اور ایک مومن کا دل بے اختیار ہو کر مچلتا ہے کہ کاش مَیں بھی اس دور میں ہوتا تو اپنی تمام کمزوریوں، خطاؤں اور گناہوں کے باوجود اس رحمت عالم کی محبت اور رحمت سے مستفیض ہوتا۔ لیکن ٹھہریے اس رحمۃ للعالمین کی رحمت پیچھے نہیں رہ گئی بلکہ آج بھی جاری وساری ہے۔ اور یہ سمندر آج بھی اسی طرح بہہ رہا ہے جس طرح اس دور میں۔ وہ رحیم وکریم وجود آج کے دَور کے مسلمانوں کے لیے بھی اسی طرح تڑپا اور بے قرار ہوا جس طرح اُس دَور کے لوگوں کے لیے۔ اور آئندہ آنے والوں کے لیے بھی ایسی التجائیں اور ایسی دعائیں اپنے رب سے مانگیں جس سے ہر دَور کے مسلمانوں کو تسلی اور حوصلہ ملتا ہے کہ مَیں بھی اس نبیؐ کا پیروکار ہوں اور وہ میرے لیے بھی بخشش اور شفاعت کی دعائیں کر گیا ہے

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم

رسول کریمؐ کے دل میں اپنی اُمت کے لئے بہت درد تھا۔ عباس بن مرداس السلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں عرفات کی شام اپنی اُمت کے لئے بخشش کی دعا کی۔ آپؐ کو جواب ملا کہ میں نے تیری امت کو بخش دیا سوائے ظالم کے۔ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا۔ رسول کریم ﷺ نے عرض کیا اے میرے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنّت دے دے اور ظالم کو بخش دے۔ اس شام تو آپؐ کو اس دعا کا کوئی جواب نہ ملا مگر مزدلفہ میں صبح کے وقت آپؐ نے پھر یہ دعا کی تو آپؐ کی دعا شرف قبول پا گئی۔ اس پر رسول اللہؐ مسکرانے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کس بات پر مسکرائے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا ہی رکھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ پتہ چلا کہ اللہ نے میری دعا سن لی ہے اور میری اُمّت کو بخش دیا ہے تو وہ مٹی لے کر اپنے سر میں ڈالنے لگا اور اپنی ہلاکت وتباہی کی دعائیں کرنے لگا۔ اس کی گھبراہٹ کا یہ عالم دیکھ کر مجھ سے ہنسی ضبط نہ ہو سکی۔

(ابن ماجہ کتاب المناسک باب الدعاء بعرفۃ:3004)

انہی دعاؤں کی بدولت اس کی رحمت کا بادل آج بھی خلافتِ حقّہ کی صورت میں ہم پر سایہ فگن ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِماً
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانِ

تعارف کتب

محمد انیس دیالگڑھی

براہین احمدیہ (چہار حصص)

تیرھویں صدی ہجری کے اختتام پر جب عالَمِ اسلام ہر طرف سے مصائب میں گھرا ہوا تھا، کشتیٔ اسلام ڈوبنے کو تھی اور باغ اسلام مرجھانے کو تھا۔ ایسے میں قادیان سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اسلام کی سچی تڑپ لئے اُٹھے اور اس کی حقانیت ثابت کرنے کا علم بلند کیا۔ اس مرد میدان نے ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مناظرے کرنے کے ساتھ ساتھ چار جلدوں پر مشتمل ایک عظیم الشان کتاب ''براہینِ احمدیہ'' تصنیف فرمائی جس کے آغاز میں ہی یہ غیرمعمولی اعلان فرمایا کہ جو شخص اس کتاب میں حقیقت فرقانِ مجید اور صدقِ رسالت حضرت خاتم الانبیاء کے جو دلائل دیئے ہیں، اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کرکے دکھائے تو اسے آپ دس ہزار روپیہ کا انعام دیں گے۔

کتاب براہینِ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایسا شاہکار ہے جس کی اشاعت سے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ برپا ہوگیا۔ آپؑ پہلی بار اسلام کے فتح نصیب جرنیل کے طور پر دنیا میں متعارف ہوئے اور نہ صرف ہندوستان بلکہ چاردانگِ عالم میں آپ کی شہرت ہوئی۔ یہ کتاب

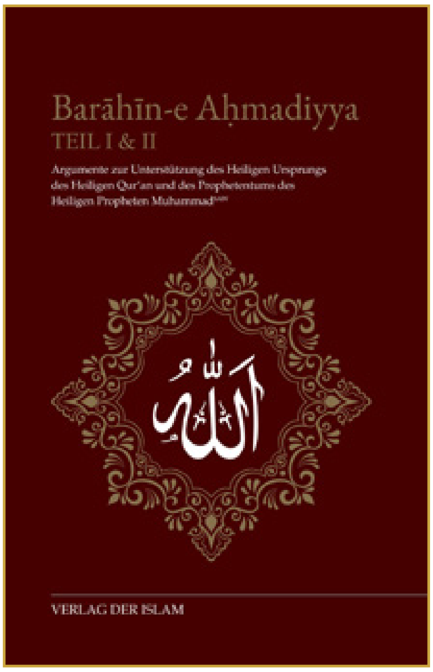

جہاں مسلمانوں کے لئے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ثابت ہوئی وہاں دوسروں پر ذوالفقار بن کر گری۔ بڑے بڑے نامی مسلمان علماء کو جو دیگر مذاہب سے مرعوب ہوکر چھپے بیٹھے تھے، انہیں اِس کتاب کی اشاعت سے نہ صرف حوصلہ ہوا بلکہ پہلی بار اسلامی دلائل کی قوت کا اندازہ ہوا۔ انہوں نے تحسین وآفرین کے طویل تبصرے اس کتاب کے بارے میں لکھے اور اسے گزشتہ چودہ سو سال کے دوران کی جانے والی خدمات اسلامیہ میں گل سرسبد کا مقام دیا جبکہ دشمن بغلیں جھانکنے لگا اور باوجود چیلنج کے اس کتاب کا جواب لکھنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔

حضور علیہ السلام نے اس کتاب میں زندہ خدا، زندہ کتاب قرآنِ کریم اور زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف تصوّر پیش فرمایا بلکہ ناقابل تردید دلائل بھی تحریر فرمائے۔ تاہم موقع (ماہ ربیع الاوّل) کی مناسبت سے اس میں سے صرف رسالت مآب حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقصود ہے۔ آپ علیہ السلام نے آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ایسے زبردست دلائل سے ثابت فرمائی اور آپ کا بلند مرتبہ ایسے شاندار انداز میں بیان فرمایا کہ اپنے تو اپنے غیرمذاہب والے بھی انگشت بدنداں ہوگئے۔ آپؑ نے ڈنکے کی چوٹ فرمایا:

''دنیا میں وہی ایک کامل انسان آیا جس کا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دنیا پر اپنی شعاعیں ڈالتا رہا ہے اور ڈالتا رہے گا''۔ (صفحہ 556 حاشیہ در حاشیہ)

پھر فرمایا:

''اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا، جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر سے زمین پر قائم کیا''۔
(صفحہ 97، حاشیہ)

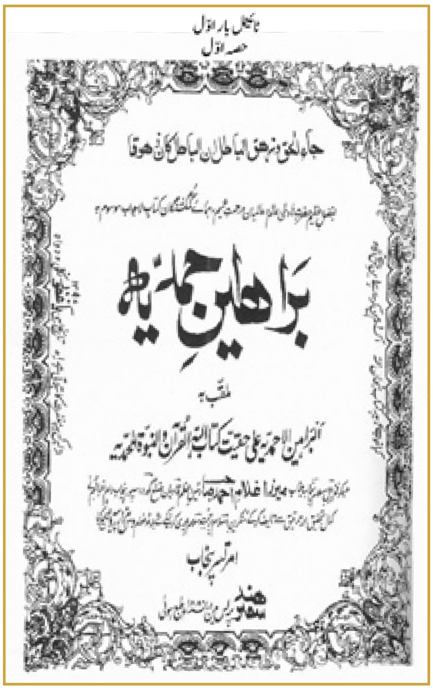

آپؐ کی سیرت کا ایک حیرت انگیز پہلو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا دونوں طور پر علیٰ وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیاء کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے کیونکہ آنجناب نے ان کی نبوّت اور ان کی کتابوں کو تصدیق کیا اور ان کا مقرّب اللہ ہونا ظاہر کردیا ہے''۔
(صفحہ 285 حاشیہ)

غرضیکہ یہ تصنیف لطیف علم کلام کی بےنظیر کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع کے ساتھ بھی پوری طرح انصاف کرتی ہے۔ اس پہلو سے اس کا مطالعہ مصنف کے بارے میں علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجہ پر پہنچا دیتا ہے کہ ''ھٰذا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُولَ اللّٰہِ'' یعنی یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ سے محبّت رکھتا ہے۔

اس تصنیف لطیف کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مندرجہ ذیل احباب کو نصیب ہوئی:

حصہ اوّل: مکرمہ ریحانہ اختر صاحبہ

حصہ دوم تا چہارم: مکرم انتصار احمد صاحب

مکرم مبارک احمد تنویر صاحب

علاوہ ازیں مکرم کاشف جنجوعہ صاحب مربی سلسلہ حال چیک ریپبلک نے اس تصنیف کے مشکل الفاظ کی جرمن زبان میں لغت بھی اپنے مقالہ شاہد کے طور پر تیار کی، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

تحریر: مدبّر احمد خان

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعودؓ نے جب مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی تو بے شمار خطابات کے ذریعے اس مجلس کے قیام کی غرض وغایت نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی۔ بہت بنیادی کام نسلوں کی اصلاح کا کام ہے۔ اسی وجہ سے آپ کی دوربین نگاہ اور آپ کے دُور رَس ذہن نے اس مجلس کو یہ موٹو عطا فرمایا کہ ”قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں“۔ جب ہم بنظرِ غائر اس موٹو کی کنہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس اصول کی بنیاد بھی ہمیں انبیا علیہم السلام کی تاریخ میں ملتی ہے۔ انبیاء جب خدا کا پیغام لے کر آتے ہیں تو ان کے ساتھ شامل ہونے والوں میں ایک خاص تعداد نوجوانوں کی بھی ہوتی ہے۔ اور وہ زمانے کے امام کے پیغام کو سمجھتے ہوئے اس کی پیروی کرنے اور اس کے لیے قربانیاں دینے کا عزم کرتے ہیں۔ ایسا ہی رسولِ اکرم ﷺ کے زمانے کے بارے میں بھی تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ﷺ کے نوجوانوں کی ایک خاص تعداد ساتھ ہوگئی اور کچھ خوش قسمت جنہیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق ملی وہ بچپن کی عمر میں تھے۔ سو ان کو بچپن سے آنحضور ﷺ کی پاکیزہ صحبت حاصل رہی۔ اور یوں قدرت نے ہمارے لیے رسولِ کریم ﷺ کی شفقت و تربیت کے دل موہ لینے والے انداز اور نوجوانوں سے حُسنِ سلوک کے بے بہا نمونے محفوظ کر لیے ہیں۔ اس مضمون میں ہم آنحضرت ﷺ کی سیرت کے اس پہلو کو حضرت زید بن حارثہؓ کی زندگی سے چنے گئے چند واقعات کے آئینے میں دیکھیں گے۔ یہ واقعات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بدری صحابہ سے متعلق سلسلۂ خطبات جمعہ سے لیے گئے ہیں (دیکھیے خطبات 7 جون، 14 جون، 21 جون اور 28 جون 2019ء)۔

حضرت زید بن حارثہؓ کا تعلق قبیلہ بنو قُضاعَۃ سے تھا۔ آپؓ نہایت چھوٹی عمر میں ایک مرتبہ اپنی والدہ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپؓ کو رات کے وقت کچھ لوگ اُٹھا لے گئے اور آپ کو مکّہ میں بیچ دیا۔ تب آپؓ کو حضرت خدیجہؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور یوں حضرت زیدؓ ان کی غلامی میں آ گئے۔ روایات کے مطابق آپؓ کی عمر اس وقت صرف آٹھ سال تھی۔ جب حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنا سارا مال اور اپنے سارے غلام پیش کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے جیسا کوئی دوسرا انسان میرا غلام کہلائے۔ میں سب سے پہلے غلاموں کو آزاد کر دوں گا۔“ سو آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں تمام غلاموں کو آزاد کرنے کا اعلان فرمایا۔ اور اس پر سب آزاد کردہ غلام چلے گئے۔ لیکن حضرت زید بن حارثہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ نے تو مجھے آزاد کر دیا مگر میں آزاد نہیں ہونا چاہتا۔ میں آپؐ کے پاس ہی رہوں گا۔ آپؐ نے اصرار کیا کہ وطن جاؤ اور اپنے رشتہ داروں سے ملو، اب تم آزاد ہو مگر حضرت زیدؓ نے عرض کیا کہ جو محبّت اور اخلاص میں نے آپ ﷺ میں دیکھا ہے اس کی وجہ سے آپؐ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔

حضرت زیدؓ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور آپؓ کے والد آپؓ کے کھو جانے سے بہت صدمے میں تھے۔ چنانچہ وہ آپؓ کو کئی مقامات پر ڈھونڈنے کے لیے گئے۔ آخر انہیں خبر ملی کہ زیدؓ تو مکہ میں ہیں چنانچہ وہ کھوج لگاتے لگاتے آپ ﷺ تک پہنچ گئے۔ وہاں آ کر انہوں نے عرض کی کہ ہم یہاں آپ کی شرافت اور سخاوت کا سن کر آئے ہیں، آپ کے پاس ہمارا بیٹا غلام ہے۔ اس کی جو قیمت آپؐ مانگیں ہم دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپؐ اسے آزاد کر دیں۔ اس کی ماں بڑھیا ہے اور وہ جدائی

اردن میں حضرت زید بن حارثہؓ سے منسوب مزار

کے صدمے کی وجہ سے رو رو کر اندھی ہوگئی ہے۔ آپؐ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپؐ منہ مانگی قیمت لے کر اسے آزاد کر دیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا بیٹا میرا غلام نہیں ہے، میں تو اُسے کب کا آزاد کر چکا ہوں۔ پھر آپؐ نے زیدؓ کو بلایا اور فرمایا تمہارے ابا اور چچا تمہیں لینے آئے ہیں۔ تمہاری ماں بڑھیا ہے اور رو رو کر اندھی ہوگئی ہے، مَیں تمہیں آزاد کر چکا ہوں، تم میرے غلام نہیں ہو، تم ان کے ساتھ جا سکتے ہو۔ حضرت زیدؓ نے جواب دیا آپؐ نے تو مجھے آزاد کر دیا ہے مگر میں تو آزاد ہونا نہیں چاہتا۔ مَیں تو اپنے آپ کو آپؐ کا غلام ہی سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ تمہاری والدہ کو بہت تکلیف ہے اور دیکھو تمہارے ابّا اور چچا کتنی دور سے اور کتنی تکلیف اٹھا کر تمہیں لینے آئے ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ زیدؓ کے والد اور چچا نے بھی بہت سمجھایا مگر حضرت زیدؓ نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ آپ بے شک میرے باپ اور چچا ہیں اور آپ کو مجھ سے محبّت ہے مگر میرا جو رشتہ ان سے قائم ہو چکا ہے وہ اب ٹوٹ نہیں سکتا۔ حضرت زیدؓ نے کہا، مجھے یہ سُن کر کہ میری والدہ سخت تکلیف میں ہیں بہت دکھ ہوا ہے، مگر ان سے بھی جدا ہو کر میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ جب زیدؓ نے یہ باتیں کیں تو آپ ﷺ خانۂ خدا میں تشریف لے گئے اور اعلان کیا کہ زیدؓ نے جس محبّت کا ثبوت دیا ہے اس کی وجہ سے وہ آج سے میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا وارث ہوگا اور مَیں اس کا وارث ہوں گا۔ اس دن سے جب آنحضرت ﷺ نے

یہ اعلان کیا تو زیدؓ بجائے زید بن حارثہ کے زید بن محمدؐ کہلانے لگے لیکن ہجرت کے بعد خداتعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اُترا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں ہے تو زیدؓ کو پھر زید بن حارثہ کہا جانے لگا مگر آنحضرت ﷺ کا سلوک اور پیار اس وفادار خادم کے ساتھ وہی رہا جو پہلے دن تھا بلکہ دن بدن ترقی کرتا گیا بلکہ آپؓ کے بیٹے اسامہؓ سے بھی آپؐ کا وہی سلوک اور وہی پیار تھا۔

حضرت زید بن حارثہؓ چونکہ آنحضرت ﷺ کے گھر کے فرد تھے، اس لیے آپؓ کو آنحضرت ﷺ پر بالکل آغاز میں ہی ایمان لانے کی توفیق ملی۔

تاریخ میں حضرت زید بن حارثہؓ کے اوصاف یا آپؓ کی سیرت کا زیادہ تذکرہ نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپؓ کی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی جنگ موتہ کے موقع پر شہادت ہوگئی تھی اور بہت سی ایسی باتیں اور نصیحتیں جو آپ ﷺ نے براہِ راست حضرت زیدؓ کو کی ہوں گی وہ آپؓ آگے بیان کرنے سے پہلے ہی جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے۔ لیکن واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کا حضرت زید بن حارثہؓ کے ساتھ ایک بہت گہرا محبّت کا رشتہ تھا۔ آپؐ کو حضرت زیدؓ بہت عزیز تھے۔ آپ رسولِ کریم ﷺ کو اتنے پیارے تھے کہ حِبُّ الرسول آپؓ کا لقب تھا، یعنی رسولؐ کا پیارا۔ حضرت زیدؓ کے حالات اور واقعات پر ذرا غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو حضرت زیدؓ پر ایسا اعتماد اور بھروسا تھا جیسا ایک دیرینہ ساتھی، خاص صلاحیتوں کے مالک اور ایک دستِ راست پر ہوتا ہے۔ در اصل حضرت زیدؓ بچپن سے آنحضرتؐ کی صحبت میں رہے۔ بچپن سے حضرت زیدؓ نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق اور اسوۂ حسنہ کے نمونے دیکھے، اور یہی عملی نمونہ حضرت زیدؓ کی تربیت اور نشوونما کرتا رہا۔ حضرت زید بن حارثہؓ کا سب سے نمایاں وصف تو وفاداری ہے جو اوپر درج کیے گئے واقعے سے صاف ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ آپؓ کی فرمانبرداری، شجاعت، ذہانت اور قائدانہ صلاحیتیں تاریخ سے ثابت ہیں۔ یہ اوصاف آنحضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے ایسے بیّن اوصاف ہیں جن کی دلالت کے لیے سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لہٰذا یہ استنباط کرنا دور از قیاس نہیں ہے کہ حضرت زیدؓ کے اندر یہ اوصاف آنحضرتؐ کے اُسوہ کے نتیجے میں ہی پیدا ہوئے۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ آپؐ نے حضرت زیدؓ کو ان ذمہ داریوں کے لیے مکے کے کٹھن دور میں تیار کیا ہو۔

حضرت زیدؓ کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ کئی تاریخی مواقع پر ہمسفر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مثلاً جب آنحضور ﷺ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد 10 نبویؐ میں طائف کی طرف گئے تو حضرت زیدؓ کو آپ کے ساتھ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دل خراش سفر میں جب ہمارے آقا و مولا ﷺ پر اوباش لڑکے پتھر پھینک رہے تھے اور ہمارے محبوب و مطاع ﷺ کا جسمِ اطہر لہولہان ہو رہا تھا، تب حضرت زیدؓ آپؐ کی حفاظت کی بھرپور کوشش کر رہے تھے، اور ان پھینکے جانے والے پتھروں کو اپنے ہاتھوں، بازوؤں اور سینے پر لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ کئی پتھر حضرت زیدؓ کے سر پر بھی لگتے جاتے تھے۔ لیکن آپؓ بھی کمال وفاداری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی کوشش کیے جا رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحشؓ سے کی۔ اِس موقع پر آپؐ خود حضرت زینبؓ کے ولی تھے۔ اس شادی میں کئی حکمتیں تھیں۔ سب سے اول یہ مساوات کا ایک بہت بڑا درس تھا جو رسولِ کریم ﷺ نے ساری دنیا کو دیا۔ حضرت زیدؓ ایک آزاد کردہ غلام تھے جبکہ حضرت زینبؓ ایک مال دار اور عزت دار خاندان اور قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ علاوہ ازیں آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کی عزتِ نفس اور خود اعتمادی میں بھی اضافہ کیا۔

حضرت زیدؓ کی خود اعتمادی، آپؓ کی ذہانت اور آپؓ کی قائدانہ صلاحیتوں کی دلیل میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت مروی ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ نے جب بھی حضرت زید بن حارثہؓ کو کسی مہم پر بھیجا تو آپؓ کو امیر بنایا۔ طائف میں رسولِ کریم ﷺ کی معیّت، مکّی دَور کی صعوبتوں، ابتدائی جنگوں میں آنحضرت ﷺ کی زِیرکی اور فطانت کے نمونوں نے حضرت زیدؓ کی ان صلاحیتوں کو صیقل کرنے میں یقیناً غیر معمولی کردار ادا کیا۔

حضرت زیدؓ کو آنحضرتؐ نے کئی مہمات پر امیر قافلہ بنا کر دستوں کے سپہ سالار کے طور پر بھیجا اور کئی جنگوں میں حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے ماہر صحابہ نے بھی آپؓ کی سر براہی میں لڑائیاں لڑیں۔ حضرت زیدؓ کی سر براہی میں کئی معرکوں میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کئی ایسے موقعے آئے جہاں آپؓ کی ذہانت کے خاص جوہر نظر آتے ہیں۔

سنہ 6 ہجری میں آنحضورؐ نے حضرت زیدؓ کو ایک دستے کے ساتھ حِسمیٰ کی طرف روانہ کیا۔ جہاں ایک مسلمان صحابی حضرت دحیہؓ کا بہت سا تجارتی سامان اور قیصرِ روم کی طرف سے عطا کردہ خلعت وغیرہ قبیلہ بنو جذام نے راستے میں لوٹ لی۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے کمال مہارت سے دستے کی نقل و حرکت اِس طور سے کی کہ راتوں کو سفر کرتے رہے اور دن میں چھپے رہے اور کسی کو خبر نہ ہو سکی کہ کوئی دستہ حملے کے لیے آ رہا ہے۔ حضرت دحیہ بھی اس دستے میں شامل تھے۔ یہ دستہ عین صبح کے وقت حِسمیٰ پہنچا اور قبیلہ بنو جذام کے سروں پر پہنچ گیا۔ انہوں نے کچھ مزاحمت تو کی اور باقاعدہ جنگ بھی ہوئی لیکن چونکہ حملہ ایسا اچانک ہوا کہ قبیلے کے لوگ اس کے لیے بالکل تیار نہیں تھے سو آخر کار انہیں میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ حضرت زیدؓ بہت سا مال، مویشی اور قیدی لے کر روانہ ہوئے۔ تاہم ابھی وہ واپس پہنچے بھی نہیں تھے کہ بنو جذام کے قبیلے کی ہی ایک شاخ کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور کہا کہ ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں، ہمارے قبیلے کے لوگوں کو اس جنگ میں کیوں شامل کیا گیا ہے جبکہ ہم تو امن کا معاہدہ کر چکے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے مگر زیدؓ کو اس کا علم نہیں تھا اور پھر جو لوگ اس موقع پر مارے گئے تھے ان کے متعلق آپ ﷺ نے بار بار افسوس کا اظہار کیا۔ اس پر رِفاعہ کے ساتھی ابو زید نے کہا یا رسولؐ اللہ! جو لوگ مارے گئے ہیں ان کے متعلق ہمارا کوئی مطالبہ نہیں یہ ایک غلط فہمی کا حادثہ تھا جو ہوگیا کہ ہمارے جو معاہدے والے لوگ تھے جنگ میں ان کو بھی ملوث کر لیا گیا مگر جو لوگ

زندہ ہیں اور جو سازوسامان زیدؓ نے ہمارے قبیلہ سے پکڑا ہے وہ ہمیں واپس مل جانا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہ بالکل درست ہے اور آپؐ نے فوراً حضرت علیؓ کو زیدؓ کی طرف روانہ فرمایا اور بطور نشانی کے انہیں اپنی تلوار عطا فرمائی اور زیدؓ کو کہلا بھیجا کہ اس قبیلہ کے جو قیدی اور اموال پکڑے گئے ہیں، وہ چھوڑ دو۔ زیدؓ نے یہ حکم پاتے ہی فوراً سارے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور ان کا مالِ غنیمت بھی انہیں واپس لَوٹا دیا۔ اس واقعے میں حضرت زیدؓ کی مہارت اور ذہانت، نیز قائدانہ صلاحیت کا علم تو ہوتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ کی فرمانبرداری کا بھی یہ ایک لطیف نمونہ ہے۔ اور اس سے آنحضرت ﷺ کے اس اعتماد کا بھی اظہار ہوتا ہے جو آپؐ کو حضرت زیدؓ پر تھا۔ یعنی صرف اتنا حکم ہی حضرت زیدؓ کے لیے کافی تھا کہ جو قیدی اور مال وغیرہ ہیں وہ سب چھوڑ دو، اور حضرت زیدؓ کو کسی دلیل، کسی تفصیل کی ضرورت نہیں تھی، جبکہ آپؓ ایک بہت سخت مہم سے ابھی واپسی کے سفر میں ہی تھے۔ اور تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زیدؓ ایک کے بعد دوسری مہم میں مسلسل مصروف رہے تھے۔

آنحضرتؐ نے حضرت زیدؓ کو سنہ 8 ہجری میں سریہ مُوتہ کے لیے روانہ کیا۔ اس سریے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ آنحضرت ﷺ کے قاصد حضرت حارث بن عمیرؓ کو رستے میں شہید کر دیا گیا تھا، جب آپؓ شاہِ بصریٰ کی طرف آنحضرت ﷺ کا ایک پیغام لے کر جا رہے تھے۔ اس بدلے کے لیے آنحضور ﷺ نے تین ہزار صحابہ کا ایک لشکر بلایا۔ اور یہ اعلان فرمایا کہ سب کے امیر زید بن حارثہؓ ہیں اور ایک سفید جھنڈا تیار کر کے حضرت زیدؓ کو دیتے ہوئے یہ نصیحت کی کہ حارث بن عمیرؓ جہاں شہید کیے گئے ہیں وہاں پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر وہ قبول کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور ان سے جنگ کریں۔

اس سریہ کا امیر آنحضرت ﷺ نے زیدؓ کو مقرر کیا تھا مگر ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں اس وقت زیدؓ کو لشکر کا سردار بناتا ہوں۔ اگر زید لڑائی میں مارے جائیں تو ان کی جگہ جعفرؓ لشکر کی کمان کریں۔ اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کمان کریں اور اگر وہ بھی مارے جائیں تو پھر جس پر مسلمان متفق ہوں وہ فوج کی کمان کرے۔ جس وقت آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت ایک یہودی بھی آپؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں آپؐ کو نبی تو نہیں مانتا لیکن اگر آپؐ سچے ہیں تو ان تینوں میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر نہیں آئے گا کیونکہ نبی کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہوکر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہ واقعہ بالکل اسی طرح پورا ہوا۔ اور قریب تھا کہ لشکر میں انتشار پھیل جاتا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے کہنے پر جھنڈا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ مسلمانوں کو فتح دی اور وہ خیریت سے لشکر کو واپس لے آئے۔

جب رسول اللہ ﷺ تک حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ ان کا حال بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حضرت زیدؓ کے ذکر سے آغاز فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ! زیدؓ کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! زیدؓ کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! زیدؓ کی مغفرت فرما۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ! جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی مغفرت فرما۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 34 زید الحب بن حارثہ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

رسولِ کریم ﷺ کے حضرت زید بن حارثہؓ پر اعتماد کے ضمن میں ایک اور روایت ملتی ہے۔ حضرت جَبلہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے کے لیے تشریف نہ لے جاتے تو آپؐ اپنا ہتھیار حضرت علیؓ یا حضرت زیدؓ کے سوا کسی کو نہ دیتے۔

ایک اَور جگہ بیان ہوا ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ کو رسول اللہ ﷺ کا محبّ کہا جاتا تھا۔ حضرت زیدؓ کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی زیدؓ۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ ان پر انعام کیا اور رسول اللہ ﷺ نے آزادی کے ذریعہ ان پر انعام کیا۔

رسولِ کریم ﷺ کا حضرت زید بن حارثہؓ کے ساتھ ایک عجیب تعلق تھا جو آقا اور غلام کا تعلق بھی تھا، منہ بولے بیٹے اور باپ کا تعلق بھی تھا، ایک معتمدِ خاص کا تعلق بھی تھا۔ جو شفقت آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ پر کی اور جو خدمات حضرت زیدؓ کو اپنے آقا ﷺ کی کرنے کی توفیق ملی، اس کا سلسلہ اگلی نسل میں بھی رسول اللہ ﷺ نے جاری رکھا۔ اور آپؐ حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ کو اپنی گود میں بٹھا کر بہت پیار کیا کرتے تھے، اور حضرت حسنؓ اور حضرت اسامہؓ کو اٹھالیتے اور ان کے لیے دعا کیا کرتے کہ اے اللہ! ان دونوں سے محبّت کر کیونکہ میں ان دونوں سے محبّت رکھتا ہوں۔ آمین۔

آپؐ کے دَم سے کھلا رحمت کا دَر

جُرم و عصیاں کے جہاں منظر کھلے
مغفرت کے بھی وہاں سَو دَر کھلے

رُوبرو اعمال کے دفتر کھلے
رُوبرو واں اُن کے بھی جوہر کھلے

آپؐ ہیں جب شافعِ اُمّت تو پھر
یہ رجسٹر کیوں سرِ محشر کھلے

جانتے ہیں وہ مری مجبوریاں
ایک تھا دِل لاکھ فتنہ گر کھلے

راز کی ہے بات لیکن اے ندیم
نیم شب کے بعد وہ اکثر کھلے

"مت اُلجھیو کوئی بھی ان سے" کہ یہ
ہیں ولی پوشیدہ اور کافر کھلے

اب سوارِ اشہبِ دوراں بپا
بن تمہارے قفلِ دِل کیونکر کھلے

آپؐ کے دم سے کھلا رحمت کا در
کاش یہ دروازہ میرے گھر کھلے

(میجر منظور احمد ساہیوال، الفضل 27 اگست 1989ء)

تحریک جدید
ایک الٰہی اور آسمانی تحریک

مکرم چودھری حمیداللہ ظفر صاحب
سیکرٹری تحریک جدید جرمنی

تحریکِ جدید ایک الٰہی اور آسمانی تحریک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر حضرت مسیح موعودؑ کو 1891ء میں ایک کشف کے ذریعہ دی تھی جس میں خدا تعالیٰ نے آپؑ سے پانچ ہزار مجاہدین دینے کا وعدہ کیا تھا۔ یہی وہ پانچ ہزار مجاہدین ہیں جنہوں نے تحریک جدید کے دفتر اوّل میں مالی خدمات سرانجام دی ہیں اور ایک کتاب کی صورت میں ان کے نام تاقیامت زندہ و جاوید رہیں گے۔ یقیناً آنے والی نسلیں بھی اپنے بزرگوں کی اس قربانی پر فخر کریں گی اور ان کی طرف سے ادائیگی کرتے ہوئے ان کے ناموں کو زندہ رکھیں گی، ان شاءاللہ۔

34-1933ء میں جماعت احمدیہ کو بہت مشکلات سے گزرنا پڑا۔ مخالفین احمدیت نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی ٹھان لی اور منارۃ المسیح کو اکھیڑ دینے اور دریائے بیاس میں بہانے کی دھمکیاں دیں۔ حالات اس قدر خراب ہوگئے کہ حفاظت کی ڈیوٹی کی غرض سے بیرونِ قادیان سے خدام کو بلایا گیا۔ مخالفت کی ان خوفناک آندھیوں میں حضرت مصلح موعودؓ خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مصروف اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے طلبگار تھے۔ تب اللہ تعالیٰ کے رحم نے جوش مارا اور حضرت مصلح موعودؓ کو تحریکِ جدید جاری کرنے کا اذن فرمایا۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

''میں نے کہا ہے کہ میں نے تحریک جدید جاری کی۔ مگر یہ درست نہیں۔ میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی میں بالکل خالی الذہن تھا۔ اچانک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور مَیں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 نومبر 1942ء، مطبوعہ الفضل 2 دسمبر 1942ء)

''ہماری تحریک تو درحقیقت پرانی ہے اور ہم تعلیم کے لحاظ سے تیرہ سو سال پیچھے جاتے ہیں تو تحریکِ جدید اس کا نام صرف اس لئے ہے کہ دنیا اس سے ناواقف ہو چکی تھی۔ اور یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمیں ایک پرانی چیز کو نئی کہنا پڑا کیونکہ لوگ اس سے ناواقف ہو چکے تھے اور جدید نہیں بلکہ قدیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے جس طرز پر زندگی بسر کی ہم تحریک جدید کے ذریعے اسی کے قریب قریب لوگوں کو لانے کی کوشش کر رہے ہیں''۔

(خطبہ جمعہ 30 اپریل 1943 بحوالہ الفضل 23 مئی 1943ء)

ایک اور جگہ آپؓ فرماتے ہیں کہ

''تحریکِ جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جن میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہونگے جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہؓ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے مورد ہوئے''۔

(خطبہ جمعہ 18 نومبر 1938ء بحوالہ روزنامہ الفضل قادیان صفحہ 24،12 نومبر 1938ء)

نیز فرمایا:

''حضرت مسیح موعودؑ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا وہ شخص جو میرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات اور مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس تحریک میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے بھی حصہ ملے گا اور پھر وہ میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہو جائے گا''۔

(الفضل 4 دسمبر 1937ء، روزنامہ الفضل بحوالہ 8 نومبر 2014ء)

اس بابرکت الٰہی تحریک کا سالِ رواں قریب الاختتام ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دل کھول کر اس میں حصہ لیں اور اپنے بزرگوں کی قربانیوں کو زندہ رکھیں۔ خدا تعالیٰ کرے ہم ان انعامات کے پانے والے ہوں جن کی خوشخبریاں ہمیں دی گئیں ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری قربانی کرنے کی روح کو بڑھائے اور ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت کی آغوش میں سموئے رکھے، آمین۔

حاصلِ مطالعہ

سیّد افتخار احمد

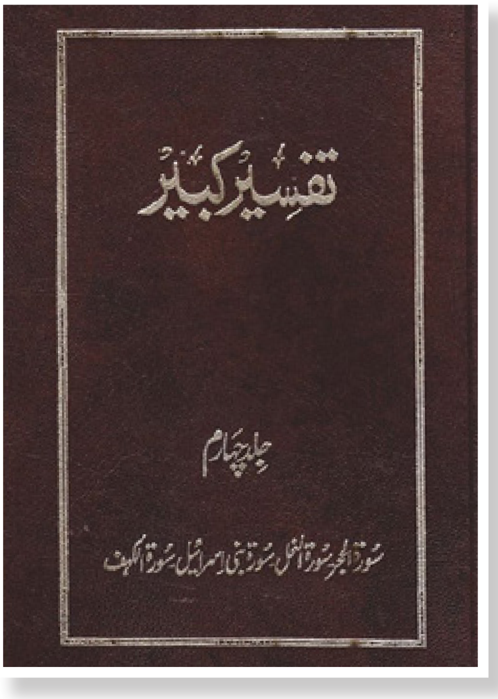

یاالٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے

حضرت مصلح موعودؓ کی اجرام فلکی کے بارہ میں بصیرت افروز تحریر

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ: اور اس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے خدمت پر لگا رکھا ہے اور (دوسرے) تمام (سیارے اور) ستارے (بھی) اس کے حکم سے (تمہاری) خدمت پر متعین ہیں جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لئے اس میں یقیناً کئی نشان (پائے جاتے) ہیں۔ (النحل:13)

اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

اب ایک اور قسم کی نعمتوں کا ذکر کیا جو جمادات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان میں سے بھی انہی کا انتخاب کیا ہے جو انسانی دماغ کے نشوونما پر خاص طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بے شک انسان لوہے۔ لکڑی۔ سونے۔ چاندی۔ پیتل سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے لیکن ان اشیاء سے وہ بڑا فائدہ بیرونی آرام کی قسم کا حاصل کرتا ہے۔ برتن بناتا ہے۔ مکان بناتا ہے۔ آلات بناتا ہے۔ براہ راست ان اشیاء کا اثر انسانی دماغ پر نہیں پڑتا۔ لیکن چونکہ اس جگہ انسانی دماغ کے نشوونما کے ذکر پر زور دینا مقصود ہے۔ اس لئے جمادات کی مذکورہ بالا اقسام کی بجائے رات اور دن سورج، چاند اور ستاروں کا ذکر کیا گیا۔

کہا جاسکتا ہے کہ رات اور دن تو جمادات میں سے نہیں۔ اور یہ درست بھی ہے۔ لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ رات اور دن کے فوائد سورج اور چاند اور ستاروں کے اثرات سے وابستہ ہیں۔ اور وہ اجرام فلکی ان کے ذریعہ سے اپنی تاثیرات ظاہر کرتے ہیں یعنی اپنی شعاعوں کو نازل کرکے یا ان کو روک کر۔ اس لئے رات اور دن بھی درحقیقت جمادی اثرات میں ہی شامل ہونے کے مستحق ہیں۔

اگر کہا جائے کہ رات اور دن جب سورج اور چاند اور ستاروں کے ظہور اور فوائد پر دلالت کرتے ہیں۔ تو پھر سورج چاند وغیرہ کا الگ نام لینے کی کیا ضرورت تھی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو رات اور دن ان اجرام فلکی کی تاثیرات کے ظہور کا نام ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بھی سورج اور چاند اور ستاروں کے اثرات ہیں اور ان سے ایسی تاثیرات بھی دنیا پر پڑتی ہیں جو آنکھوں سے نظر آنے والی شعاعوں کے علاوہ دوسرے ذرائع سے انسان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جیسے برقی یا مقناطیسی اثرات۔ اور ان کے سوا اور کئی قسم کی تاثیرات ہیں۔ جو سائنس روز بروز دریافت کررہی ہے۔ اور کئی وہ شائد کبھی بھی دریافت نہ کرسکے۔ پس باوجود اس کے کہ رات اور دن اجرام فلکی کے تاثیرات کے ظہور کا ذریعہ ہیں۔ ان کے علاوہ بھی سورج چاند ستاروں کا نام لینے کی ضرورت تھی۔ تا ان دوسری تاثیرات کا ذکر کیا جائے جن سے انسانی دماغ فائدہ اٹھا رہا ہے۔

اس جگہ یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر رات اور دن کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔ سورج چاند اور ستاروں کا ذکر کافی تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سورج چاند اور ستاروں کی دوسری تاثیرات سے تو عرب کے لوگ ابھی واقف نہ تھے صرف رات اور دن کی تاثیرات سے ان کو آگاہی تھی۔ اور اب بھی علمی طبقہ کے علاوہ باقی لوگ رات اور دن کی تاثیرات اور ان کے فوائد سے تو آگاہ ہیں۔ لیکن سورج چاند اور ستاروں کی دوسری تاثیرات سے واقف نہیں ہیں۔ پس فائدہ کو وسیع کرنے کے لئے اور قرآن کریم کے پہلے مخاطبوں کے ذہنوں سے مضمون کو قریب الفہم بنانے کے لئے ضروری تھا کہ دن اور رات کو الگ بھی بیان کر دیا جاتا۔ تا کہ ان کا دماغ بسہولت آیت کے مضمون کی طرف منتقل ہوسکتا۔

یاد رہے کہ سائنس کی موجودہ تحقیق نے سپکٹرم کے ذریعہ سے جو ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ سے روشنی کی شعاعوں کو پھاڑ کر الگ الگ کرلیا جاتا ہے۔ یہ معلومات حاصل کی ہیں کہ فلاں ستارے میں فلاں قسم کی دھاتیں ہیں اور فلاں میں فلاں قسم کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

صرف روشنی ہی نہیں بلکہ روشنی کے ساتھ مختلف دھاتوں کی تاثیرات بھی دنیا پر اُترتی رہتی ہیں اور ان سے اہل دنیا کے دماغ اور قویٰ پر مختلف اثرات نازل ہوتے رہتے ہیں۔ چاند کی شعاعوں کی تاثیرات تو کئی رنگ میں دنیا پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ عام طور پر ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ چاند گرہن جب مکمل ہو تو حاملہ عورتوں پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ ایسے وقت میں حاملہ عورتیں کمروں سے باہر نہیں نکلتیں۔ گو عام طور پر اسے وہم سمجھا جاتا ہے۔ مگر میں نے اس سوال پر خاص طور پر غور کیا ہے اور معلوم کیا ہے کہ جب چاند گرہن مکمل ہو تو اس کے بعد بہت سی عورتوں کی زچگی سخت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اور ان میں سے بکثرت موتیں ہوتی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ تکلیف اٹھانے والی عورتیں وہ ہوتی ہیں۔ جو ایسے وقت میں چاند کو دیکھتی ہیں۔ یا اس کے بغیر بھی ان پر یہ تاثیر عمل کرتی ہے۔ مگر بہر حال مَیں نے کئی دفعہ اس کا تجربہ کیا ہے اور دوسروں کو بھی بتایا ہے۔ جنھوں نے اپنے تجربہ سے اس کی تصدیق کی ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تاثیر ہمیشہ ہوتی ہے یا اس کا ظہور بعض اور ستاروں کی نسبت سے ہوتا ہے یعنی چاند دوسرے ستاروں سے ایک خاص زاویہ پر ہو۔ تو اس وقت اس کی یہ تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔ یا آزادانہ ہوتی ہے۔ یہ منجم ہی بتا سکتے ہیں۔ مَیں نے تو بعض توہمات کی تحقیق کرتے ہوئے جو چاند گرہن کی حاملہ عورتوں پر تاثیر کے متعلق ہمارے ملک میں پائے جاتے ہیں۔ یہ امور مشاہدہ کئے ہیں۔ ان کو معیّن اور علمی صورت دینا ستاروں کے علماء کا کام ہے۔

خلاصہ یہ کہ جمادات کی روشنیاں اور شعاعیں اور مقناطیسی تاثیرات بھی انسانی نشوونما پر خاص اثر ڈالتی ہیں جن میں سے بعض ظاہر ہوتے ہیں بعض مخفی۔ اور بعض بلاواسطہ ہوتے ہیں اور بعض بالواسطہ۔ بالواسطہ سے میری مراد ان تاثیرات سے ہے جو نباتات یا حیوانات پر وارد ہوتی ہیں۔ اور پھر ان حیوانات اور نباتات کو انسان استعمال کرتا ہے۔ سورج اور چاند کی موٹی تاثیرات سے مراد وہ تاثیرات ہیں جو صحت پر پڑتی ہیں۔ دن کی روشنی کئی قسم کی بیماریوں کو دور کرتی ہے اور انسانی جسم میں صحت کا مادہ بڑھاتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ دن رات بند کمروں میں رہتے ہیں ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رات کی تاریکی اعصاب پر تسکین دہ اثر ڈالتی ہے۔ اسی وجہ سے رات کی نیند بہت آرام دہ ہوتی ہے بہ نسبت دن کی نیند کے خصوصاً دوپہر کی نیند کے۔ کہ اس سے نہ صرف یہ کہ آرام کم ملتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ اس سے نزلہ وغیرہ کی قسم کی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ غرض دن کام کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے اور رات آرام کے لحاظ سے۔ پھر بعض قسم کی سبزیوں پر دن کی روشنی کی مبارک تاثیر پڑتی ہے اور بعض پر رات کی روشنی کی جو چاند اور ستاروں سے آتی ہے۔ چنانچہ ککڑی رات کو اس سُرعت سے بڑھتی ہے کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ بعض دفعہ کھیت کے پاس بیٹھو تو یوں آواز پیدا ہوتی ہے گویا کہ ککڑی پتوں میں پھیل رہی ہے اسی طرح بعض پھول چاندنی راتوں میں کھلتے ہیں۔ بعض اندھیری راتوں میں۔ اور یہ سب امور اس امر کی شہادت ہیں کہ رات اور دن اور اجرام فلکی کی تاثیرات اہل دنیا کے نشوونما پر خاص اثر ڈال رہے ہیں۔ اور ان کا وجود صرف آنکھوں کے لئے روشنی مہیا کرنا نہیں۔ یا اعصاب کے آرام کے لئے تاریکی دینا نہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ بھی ان کی وسیع تاثیرات ہیں۔ جن لوگوں کو چاند کی روشنی میں سیر کرنے کا موقع ملا ہے۔ انہوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہوگا کہ اس وقت خیالات میں ایک عجیب قسم کا ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور قوتِ فکریہ میں ایک تلاطم پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستاروں کا تعلق راستہ دکھانے سے بھی ہے۔ دن کو سورج کی روشنی اگر سب فضا کو روشن کر کے راستہ دکھانے میں ممد ہوتی ہے اور جہاتِ اربعہ یعنی مشرق مغرب شمال جنوب کو بتا کر اگر راہگیروں کی راہنمائی کرتی ہے۔ تو رات کو چاند اپنی روشنی سے سورج کا سا کام کرتا ہے اور ستارے اپنے مقامات سے ہدایت کا موجب ہوتے ہیں۔ چنانچہ سمندروں میں جہازوں کے چلنے میں ستاروں کے مقامات خاص طور پر مدد کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ رات اور دن اور سورج چاند اور ستارے انسانی دماغ کو نشوونما دینے میں اور اس کے کاموں میں سہولت پیدا کرنے میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اور یہ جمادات میں سے ہیں جو انسان سے بہت دور کا تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کی ذاتی نشوونما کی طاقت ایسی مخفی ہے کہ اس کا اندازہ ظاہری نگاہ سے نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن باوجود اس کے وہ اپنی تاثیرات سے نباتات اور حیوانات کے نشوونما پر ان کے ذریعہ سے بھی اور براہ راست بھی انسان کے نشوونما پر خاص اثر ڈالتے ہیں۔ پس حیوانی غذا اور نباتاتی غذا کے بعد اس مخفی غذا کی طرف اشارہ کیا جو انسان جمادات سے اور خصوصاً ان بڑے جمادی اجرام سے جو آسمان پر ہیں حاصل کر رہا ہے۔

اس جگہ ایک اور لطیفہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حیوانوں اور نباتات کے بارہ میں تو صرف یہ فرمایا تھا کہ ہم نے ان کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن رات اور دن اور سورج چاند ستاروں کے ذکر میں سَخَّرَ کا لفظ فرمایا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ بغیر اُجرت کے کام پر لگا رکھا ہے۔ یہ فرق اس لئے کیا کہ حیوانوں اور نباتات سے انسان جو فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ مَیں نے اپنے زور سے یہ فائدہ اٹھایا ہے۔ گو یہ غلط ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کو پیدا نہ کرتا تو وہ فائدہ کہاں سے اٹھاتا۔ مگر پھر بھی چونکہ بظاہر اس میں انسانی اختیار کا دخل ہے۔ وہاں صرف پیدائش کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر اس آیت میں جو فوائد بیان ہوئے ہیں۔ ان کے حصول میں انسانی تصرف کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے اس جگہ سَخَّرَ کا لفظ استعمال کر کے بتایا کہ کم سے کم ان اشیاء کی نسبت تو تم کو ماننا پڑے گا کہ وہ جو انسانی خدمت کر رہی ہیں۔ ان کا موجب حکم الٰہی ہے۔ کیونکہ ان پر تم کو کوئی تصرف حاصل نہیں ہے۔

اس آیت کے آخر میں یہ فرمایا کہ یہ امور عقل مندوں کے لئے نشان ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قوت فکریہ نزدیک کی اشیاء کا حال معلوم کرتی ہے اور قوت عقل دُور کی چیزوں سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ پہلی آیات کی اشیاء خوراک سے تعلق رکھتی تھیں اور انسان ان کے اثر کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اس لئے وہاں فکر کا لفظ رکھا ہے اور ان چیزوں کی تاثیر بیرونی ہے اور ان سے فائدہ اُٹھانا دانش سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے لِقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ فرمایا۔ (تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 140-138)

(س۔ر۔کنگ۔مربی سلسلہ۔شعبہ تبلیغ جرمنی)

اجرامِ فلکی کے اثرات یا توہّمات

جب سے انسان اس کرّہِ اَرض پر موجود ہے تب سے اس کی نظریں اجرام فلکی پر لگی ہوئی ہیں۔کوئی ان کی عبادت کرتا ہے تو کوئی ان کی تاثیرات کے راز معلوم کرنے کی جستجو کرتا ہے۔کوئی ان پر کمندیں ڈالتا پھرتا ہے تو کوئی رات کے اندھیروں میں ان کی مدد سے اپنی راہیں تلاش کرتا ہے۔اور ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ان کے نام پر سادہ لوح عوام کو بیوقوف بناتا ہے اور جوتشی یا نجومی بن کر لوگوں کو ان کی قسمت بتاتا اور مستقبل کی خبریں سناتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں غیب کی خبریں بتانا ایک مستقل پیشہ تھااور اس فن کے ماہر کو کاہن کہا جاتا تھا جبکہ اسلام میں اس پیشہ کو نہایت ہی مکروہ اور معیوب سمجھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ (سورۃ النمل:66) یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا زمین و آسمان کا حقیقی علم الغیب کسی کو نہیں ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (الانعام:60) اور اسی ذاتِ پاک کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان لوگوں کو متنبہ کیا جو کاہنوں سے رہنمائی لیتے تھے اور فرمایا: مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً (صحیح مسلم: کِتَابُ السَّلَامِ) کہ جو شخص کسی غیب کی باتیں بتانے والے کے پاس جاتا ہے تاکہ غیب کی خبریں معلوم کر سکے تو ایسے شخص کی چالیس راتوں کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔

جس نے سچائی اور حقیقت کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی صفت عالم الغیب میں کسی کو شریک ٹھہرایا تو ایسے شخص کی نمازیں کیونکر قبول ہوسکتی ہیں؟ یہ بات درست ہے کہ ارض وسماء کی اشیاء کی اپنی تاثیرات ہیں اور ان سے آگاہی حاصل کرنا اور مستفیض ہونا قطعاً گناہ نہیں ہے۔لیکن ان ارضی یا سماوی اشیا کو ایسا درجہ دینا کہ گویا وہی انسان کی تقدیر یا تدبیر پر کلی طور حاوی ہیں تو یہ بلاشبہ گناہ کبیرہ ہے۔

دور حاضر میں فن نجوم پر جو تحقیق کی گئی ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجرام فلکی کا اثر جزوی طور پر کرہ ارض پر مسلّم ہے جیسے مدّ و جزر یا سورج کے نتیجہ میں وٹامن ڈی کا حصول یا سال کے چار موسم وغیرہ۔SWR3 جس کا شمار جرمنی کے نامور الیکٹرانک میڈیا میں ہوتا ہے وہ اپنی سائنسی تحقیق کا خلاصہ یوں پیش کرتا ہے:

‘‘Die absolute Mehrheit der Astrolog: innen hat folgendem Satz gestimmt: Die Sterne haben keinen Einfluss auf den Menschen”. Was ist denn dann mit meinem schönen Horoskop aus der Zeitung vom Anfang? Die Astrolog:innen, mit denen wir gesprochen haben, bezeichnen diese allgemeinen

Horoskope eher als Unterhaltung oder Unsinn.''[1]

یعنی بڑی اکثریت آسٹرولوجر کی اس بات کی قائل ہے کہ اجرام فلکی کا کوئی (کلی طور پر) اثر انسان کی شرست پر نہیں ہے۔ اخبارات میں جو زائچہ شائع کیا جاتا ہے وہ فقط تفریح کے لئے مرتب کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارض وسماء کے متعلق فرماتا ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔ (آل عمران:191)

وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِہٖ ؕ۔(النحل:13)

یعنی یقیناً زمین و آسمان میں، رات اور دن میں سوچ وبچار کرنے والوں کے لئے ان گنت اسباق چھپے ہیں۔ اسی طرح سورج اور چاند اور ستارے (سب) اُسی کے حکم (سے ایک نظام) کے پابند بنادیئے گئے ہیں۔

اب جو اشیاء مالک حقیقی کی تخلیق ہیں وہ اثر و رسوخ میں کس طرح اپنے تخلیق کار سے آگے بڑھ سکتی؟ نیز فرمایا:

وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (لقمان:35) اب جو شخص یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ ہی اسے معلوم ہے کہ وہ کس جگہ پر مرے گا تو ایسا انسان کیسے دعویٰ کرسکتا ہے کہ اسے علم غیب کا ملکہ دیا گیا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔ بقول شاعر؎

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخی افلاک میں ہے خوار و زبوں

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال پوچھا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''توضیح مرام'' میں فرشتوں کے چاند، سورج اور ستاروں پر اثر ڈالنے، ان اجسام کے انسانوں پر اثر ڈالنے، اور فرشتوں کے جسمانی طور پر زمین پر اترنے کے بارے میں جو تفصیل ہے، اس کے بارے میں حضور رہنمائی فرمائیں

1-https//:www.swr3.de/aktuell/fake-news-check/faktencheck-astrologie-horoskop-jahreszeit-der-geburt-hat-einfluss-auf-partnerwahl-100.html

تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 22/جولائی 2019ء میں اس کا مندرجہ ذیل جواب عطا فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس تصنیف لطیف میں فرشتوں کے کواکب پر اثر انداز ہونے، سورج، چاند، ستاروں کے ہماری زمین کے نباتات و جمادات اور حیوانات پر اثر ڈالنے اور فرشتوں کے انسانوں پر روحانی اثرات ہونے کے مضامین کو نہایت لطیف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرشتوں کے سورج، چاند، ستاروں پر اثر انداز ہونے کے آپ کے بیان کردہ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ملائکہ ان کواکب پر خداتعالیٰ کے اِذن کے تحت مدبّر و منتظم ہیں اور ان اجرام فلکی پر ان کی تاثیرات بالذّات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم سے ہوتی ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیّبہ جو ملائک سے موسوم ہیں ان کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں۔ بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اتارنے والے ہیں''۔

پھر حضور علیہ السلام نے ایک مضمون یہ بیان فرمایا ہے کہ ان اجرام فلکی یعنی سورج، چاند اور ستاروں کا ہماری زمین کے نباتات، جمادات اور حیوانات پر دن رات اثر پڑتا رہتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ چاند کی روشنی سے پھل موٹے ہوتے، سورج کی گرمی اور تپش سے پھل پکتے اور میٹھے ہوتے اور بعض ہوائیں بکثرت پھل لانے کا موجب ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں ایک مضمون حضور علیہ السلام نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح فرشتے خدا تعالیٰ کے حکم سے اجرام فلکی پر اپنی تاثیرات ڈالتے اور اجرام فلکی کا ہماری زمین کی ظاہری چیزوں پر اثر ہوتا ہے اسی طرح ملائکہ خداتعالیٰ کے حکم سے ہمارے دل و دماغ پر اپنا روحانی اثر بھی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے اور بہ حکمت کاملہ خداوندتعالیٰ زمین کی ہر یک مستعد چیز کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچانے کے لیے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ ظاہری خدمات بھی بجا لاتے ہیں اور باطنی بھی۔ جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں''۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل، آنلائن 3 اپریل 2021ء)

ان ارشادات سے بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ اجرام فلکی کی فی ذاتہ کوئی تاثیرات نہیں ہیں بلکہ اصل میں مالکِ حقیقی کی ہی برکات ہیں جس سے کائنات کا ذرہ ذرہ حرکت کرتا ہے اور متاثر ہوتا ہے۔

اُسی کے ہاتھ سے کوثر کا جام آئے گا

زباں پہ جب بھی محمدؐ کا نام آئے گا
حریم عرشِ بریں سے سلام آئے گا

یہی ہیں معنیٔ ختم الرسل کہ دنیا میں
جب آئے گا تو اُسی کا غلام آئے گا

بہ فیض پرتوِ مہر جمالِ مصطفوی
شب آچکے گی تو ماہِ تمام آئے گا

اُسی کے نور سے سینوں میں روشنی ہوگی
اُسی کے ہاتھ سے کوثر کا جام آئے گا

گلوں کو پیرہن برگِ تر عطا ہوگا
کلی کو بادِ صبا کا پیام آئے گا

یہ پانچ شعر ہیں پرویزؔ میرا زادِ سفر
یہ زاد وہ ہے جو منزل پہ کام آئے گا

(ڈاکٹر ناصر احمد پرویزؔ پروازی)

شعبہ تربیت
جماعت احمدیہ جرمنی

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ پر مشتمل زیرِنظر تحریر محترم سیّد افتخار احمد صاحب ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی نے نہایت محنت سے تیار کی ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔
اگر کسی قاری کے علم میں کوئی امر تصحیح طلب ہو تو تاریخ کمیٹی کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

قرآن کریم کے ارشاد یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ (الجمعۃ:3) کے مطابق دنیا میں تمام انبیاء کرام نوع انسانی کی تعلیم وتربیت کے لیے مبعوث ہوتے ہیں۔ اسی مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 433 ایڈیشن 2019ء)

جماعت احمدیہ کے ابتدائی انتظامی ڈھانچہ میں جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 17 مارچ 1919ء کے موقع پر تشکیل دیا، جو چار بنیادی شعبے قائم فرمائے، ان میں سے ایک شعبہ تعلیم وتربیت بھی تھا۔ اس شعبہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:

''تیسرا صیغہ تعلیم و تربیت ہے... اسی طرح تربیت بھی بہت ضروری شئے ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر بھی بڑے بڑے کاموں میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے جو ہونے چاہییں۔ نماز ہی کو لے لو۔ بعض کلمات کا دہرانا ہی ضروری نہیں بلکہ بعض ہدایات کا بھی بجا لانا ضروری ہے۔ مثلاً صف بندی کا حکم ہے۔ یہ حکم ایسا اہم حکم ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ صف سیدھی کرو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اور تم میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ (بخاری کتاب الاذان) لیکن مسلمان باوجود خواہش کے عام طور پر صف سیدھی نہیں رکھ سکتے۔ مگر فوجی جنہیں معمولی سی تنخواہ ملتی ہے وہ ایسی سیدھی قطار باندھتے ہیں کہ بال بھر بھی فرق نہیں ہوتا۔ اسی لیے کہ ان کو

اوپر دی گئی تصویر میں دائیں سے بائیں، کرسیوں پر: مکرم افتخار الدین سعید صاحب (دفتر انچارج)، مکرم مظفر احمد بھٹی صاحب (اسسٹنٹ سیکرٹری تربیت جرمنی)، مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ وسیکرٹری تربیت جرمنی)، مکرم کامران احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ
کھڑے ہوئے: مکرم ملک مبشر احمد صاحب (اسسٹنٹ سیکرٹری تربیت جرمنی)، مکرم نور احمد گوندل صاحب (اسسٹنٹ سیکرٹری تربیت جرمنی)، مکرم سہیل احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم نوید الظفر صاحب مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی، مکرم نصیر احمد نجم صاحب

اس امر کی مشق کرائی گئی ہے جو انہیں حاصل نہیں۔ اسی طرح جو لوگ بڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں وہ تشہد میں ٹھیک بیٹھ نہیں سکتے۔ وجہ یہ کہ شروع سے ان کی تربیت نہیں ہوتی۔ تو تربیت نہایت ضروری چیز ہے۔ ہم میں وہ لوگ جو نئے داخل ہوتے ہیں ان کی تربیت تو ذرا مشکل کام ہے کیونکہ وہ اپنی ابتدائی عمر کا بہت سا حصہ جس میں تربیت کی جاسکتی ہے باہر گزار کر آتے ہیں۔ لیکن آئندہ اولاد کا خیال رکھنا ایک حد تک آسان امر ہے اور ضروری ہے۔ اس لیے یہ صیغہ بنایا گیا ہے۔ اس کے ذمہ یہ کام ہو گا کہ جماعت کے لڑکوں کی فہرستیں تیار کرائے اور معلوم کرے کہ مثلاً زید کے تین لڑکے ہیں جن کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے یا نہیں اور وہ دینی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر معلوم ہو کہ نہیں تو اسے لکھا اور سمجھایا جاوے کہ اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام کرے۔ ایسے لوگ خواہ کہیں رہتے ہوں ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی نگرانی یہ صیغہ کرے گا اور ہر ممکن سہولتیں مہیا کرنا اس کا فرض ہو گا۔ اس طرح تمام جماعت کے بچوں پر اس صیغہ کی نظر ہو گی۔ پھر جو شخص فوت ہو جائے گا، اس کی اولاد کے متعلق یہ دیکھا جائے گا کہ اُن کی تعلیم و تربیت کا کیا انتظام ہے۔ اس کے رشتہ داروں نے کچھ کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو وہ تسلی بخش ہے یا نہیں اور کس قدر امداد دینے کی ضرورت ہے“۔ (انوار العلوم جلد 4 صفحہ 401-402)

اسی طرح اس شعبہ کی ذمہ داری کے بارے میں سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

”میں کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں کہ اگر شعبہ تربیت فعال ہو جائے تو بہت سے دوسرے شعبوں کے کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔ جتنا افراد جماعت کی تربیت کا معیار اونچا ہو گا اتنا ہی دوسرے شعبوں کا کام آسان ہو گا مثلاً سیکرٹری مال کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری امورِ عامہ کا کام آسان ہو گا۔ سیکرٹری تبلیغ کا کام آسان ہو گا۔ اسی طرح دوسرے شعبوں کا، قضاء کا کام آسان ہو گا۔ میں اکثر مختلف جگہوں پر عاملہ کی میٹنگ میں کہا کرتا ہوں کہ تربیت کا کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں اور یہ گھر صرف سیکرٹری تربیت کا گھر نہیں ہے بلکہ عاملہ کے ہر ممبر کا گھر ہے اور مجلسِ عاملہ سب سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی تربیت کرے۔ امیر جماعت، صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت جو بھی پروگرام بناتے ہیں، ان کو سب سے پہلے اپنی عاملہ کو دیکھنا چاہئے کہ وہ ان پروگراموں پر عمل کر رہی ہے کہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے جو بنیادی احکام ہیں اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اسے عاملہ کے ممبران پورا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تقویٰ نہیں“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15 جولائی 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفائے عظام کے ارشادات کی روشنی میں تحریک جدید کے قواعد و ضوابط کے مطابق (خلاصۃً) سیکرٹری تربیت کے فرائض درج ذیل مرتّب کئے گئے ہیں۔

1۔ اسلام و احمدیت کی تعلیمات سے روشناس کرائے گا۔ پنج وقتہ نماز، رمضان کے روزہ، زکوٰۃ کی ادئیگی، حج کی نگرانی کرے گا۔

2۔ مقامی جماعت میں درس کا انتظام کرے گا۔

3۔ احباب جماعت کو نظام خلافت کی اہمیت، استحکام اور اطاعت خلافت کے بارہ میں توجّہ دلاتا رہے گا۔

4۔ افراد جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سنانے کی تلقین اور انتظام کرے گا۔

5۔ افراد جماعت کی تعلیم و تربیت کی طرف توجّہ دے گا۔

6۔ اخلاقی تعلیمات کی تشہیر کرے گا۔

7۔ غیر اخلاقی حرکات کے قلع قمع کی جدوجہد کرے گا۔

8۔ وہ احمدی خواتین کو پردہ کے متعلق لجنہ اماء اللہ اور خاندان کے سربراہ کی مدد سے توجّہ دلاتا رہے گا۔

9۔ وہ جماعت کی مساجد و نماز سینٹرز کے انتظامات کا ذمہ دار ہو گا۔

10۔ افراد جماعت کی تربیتی حالت کا جائزہ لیتا رہے گا۔

11۔ افراد جماعت کو دعا کی طرف متوجّہ کرتا رہے گا۔

12۔ کم مستعد افراد سے ذاتی رابطہ کرے گا۔

13۔ ایمانداری و دیانتداری کی طرف توجّہ دلائے گا۔

14۔ جماعت کے بچوں، نوجوانوں اور بڑوں کی اخلاقی و روحانی تعلیم کے لیے سیمینار کا انعقاد کرے گا۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس عاملہ میں پہلی مرتبہ 1982ء میں اس شعبہ کے لئے سیکرٹری کا تقرر ہوا۔ ابتداء میں تربیت کے ساتھ ہی تعلیم کا شعبہ بھی تھا تاہم بعد میں انہیں الگ الگ کر دیا گیا۔ اب تک اس عہدہ پر جن خوش نصیب افراد کو خدمت کا موقع ملا، ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1	مکرم اعجاز احمد طارق صاحب	1982-86ء
2	مکرم سیّد سلیم احمد گیلانی صاحب مرحوم	1986-87ء
3	مکرم عبد الرّحیم احمد صاحب	1987-88ء
4	مکرم چودھری بشارت احمد صاحب	1989-91ء
5	مکرم مشتاق احمد ظہیر صاحب	1991-92ء
6	مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب	1992-93ء
7	مکرم عبد الرشید بھٹی صاحب	جنوری تا دسمبر 1993ء
8	مکرم زبیر خلیل صاحب	1994-95ء
9	مکرم منظور احمد شاد صاحب	اپریل تا جون 1995ء
10	مکرم ڈاکٹر عبد الشکور اسلم صاحب	1995-97ء
11	مکرم مقصود الحق صاحب	1997-98ء
12	مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب	1998-02ء
13	مکرم ملک سکندر حیات صاحب	2002-13ء
14	مکرم حافظ مظفر عمران صاحب	2013-21ء
15	مکرم طاہر احمد صاحب، مربی سلسلہ	2021ء تا حال

اس وقت شعبہ تربیت جرمنی اپنے احباب جماعت کی تربیت کے لئے درج ذیل منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔

1۔ مساجد کی آبادی

2۔ عشرہ صلوٰۃ

3۔ درس القرآن از تفسیر کبیر

4۔ محفل سوال و جواب مربیان کرام کے ساتھ

5۔ کم مستعد افراد سے ذاتی رابطہ

6۔ یوم تربیت و عشرہ تربیت

7۔ بیماروں کی عیادت

08۔ جلسہ سیرت النبی ﷺ، یوم مسیح موعودؑ، یومِ مصلح موعودؓ، یوم خلافت

09۔احمدی معاشرہ میں دعا کی اہمیت

10۔رمضان پروگرام

11۔تفریحی تربیتی پروگرام

12۔استحکام خلافت و اطاعت خلافت

13۔یومِ والدین

14۔جلسہ سالانہ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان

شعبہ تربیت جرمنی کے تحت 15 ریجنز کی 206 جماعتیں اور 11 لوکل امارت کے 75 حلقہ جات کے سیکرٹریان تربیت کے ساتھ مل کر سارا سال ان منصوبوں پر کام کرتا ہے اور ان کی معاونت کے لئے شعبہ تربیت کی ٹیم ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔اس ٹیم میں درج ذیل افراد خدمت بجالاتے ہیں۔

- محترم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ وسیکرٹری تربیت
- مکرم مظفر احمد بھٹی صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری تربیت و ریجنل امیر ہیسن مٹے
- مکرم کامران احمد صاحب مربی سلسلہ
- مکرم عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ
- مکرم افتخارالدین سعید صاحب (کارکن شعبہ وآفس انچارج)

عائلی وتربیتی معاملات

شعبہ تربیت میں اس کے علاوہ اور بہت سے فرائض ہیں جن میں سے ایک بڑا حصہ عائلی وتربیتی مسائل کا حل ہے۔

شعبہ تربیت میں سال میں مختلف نوعیت کے عائلی اور تربیتی معاملات موصول ہوتے ہیں۔ یہ معاملات حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے رپورٹ طلب کئے جانے اور بعض دفعہ وکالتِ تبشیر لندن کی طرف سے نیز امیر صاحب کے توسط سے موصول ہوتے ہیں۔ شعبہ تربیت ان معاملات کو جماعتوں میں موجود مقامی مربی سلسلہ کی خدمت میں اصلاح احوال اور رپورٹ کی غرض سے بھجواتا ہے یا شعبہ تربیت براہِ راست خود معاملات کی نوعیت کے لحاظ سے اس پر کام کرتا ہے۔

ہیلپ لائن

احباب جماعت کی فلاح و بہبود اور بہتر خدمت کے لئے عائلی وتربیتی معاملات میں مدد کے سلسلہ میں شعبہ تربیت نے شعبہ رشتہ ناطہ کے ساتھ مل کر ایک HOTLINE:069247434387 بھی مہیا کی ہوئی ہے۔اس ہیلپ لائن کو صرف مربیان سلسلہ چلا رہے ہیں تا کہ احباب جماعت کی بہتر سے بہتر خدمت اور راہنمائی کی جاسکے۔

تربیتی ویب سائٹ

شعبہ تربیت جرمنی کو www.tarbiyyat.de ویب سائٹ بنانے کی توفیق ملی ہے جس پر تربیت کے حوالے سے مختلف موضوعات پر مواد اپلوڈ کیا جارہا ہے۔ خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ وڈیو اور ان کا خلاصہ نشر کیا جارہا ہے۔

سوشل میڈیا

سوشل میڈیا ٹویٹر، انسٹاگرام، ٹیلیگرام اور واٹس ایپ کے ذریعہ گرافکس تیار کر کے احباب جماعت کی خدمت میں مستقل بنیادوں پر بھجوائے جاتے ہیں۔

خطباتِ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کا خلاصہ اردو و جرمن زبان میں تیار کر کے جماعتوں میں بھجوایا جاتا ہے اس کے علاوہ مجلس شوریٰ جرمنی کے فیصلہ جات کی روشنی میں تربیتی موضوعات پر خطبات بھی بھجوائے جاتے ہیں۔

اجلاس عام و جلسہ جات کا مواد

شعبہ کی طرف سے ماہانہ اجلاس و جلسہ سیرت النبیؐ، یوم مسیح موعودؑ، یومِ مصلح موعودؓ، یومِ خلافت اور یوم والدین کا مواد تیار کر کے جماعتوں میں بھجوایا جاتا ہے۔

کارکنان شعبہ تربیت

شعبہ تربیت ایک کثیرالجہت شعبہ ہے اور جیسا کہ مندرجہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ اسے مختلف پہلوؤں سے خدمات سرانجام دینی پڑتی ہیں۔ لہٰذا ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اس شعبہ میں بہت سے احباب خدمت کی توفیق پاتے ہیں جن کا ذکر بغرض دعا درج ہے:

مکرم کامران احمد صاحب مربی سلسلہ

مکرم کامران احمد صاحب مربی سلسلہ ولد مظفر احمد صاحب نے سال 2017ء میں جامعہ احمدیہ جرمنی سے تعلیم مکمل کر کے میدانِ عمل میں خدمت دین کا آغاز کیا۔سال 2018ء میں جماعت Freinsheim اور اس کے ساتھ اور چند جماعتوں میں بطور فیلڈ مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے بعد سال 2019ء میں ریجن Nordrhein کی جماعت Münster اور اس کے ساتھ اور چند جماعتوں میں بطور فیلڈ مربی سلسلہ تقرری ہوئی۔ سال 2020ء سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی تقرری بطور مربی سلسلہ شعبہ تربیت میں فرمائی۔اس وقت شعبہ تربیت میں آپ کے ذمہ درج ذیل کام ہیں:

1۔تربیتی و عائلی معاملات میں معاونت نیز ان کیسز کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یا متعلقہ شعبہ جات کو رپورٹس ارسال کرنا اور ان تمام کیسز کا ریکارڈ رکھنا

2۔ہفتہ وار خطبہ جمعہ کی تیاری اور جماعتوں میں ترسیل

3۔جلسہ جات کے مواد کی تیاری

4۔عشرہ تربیت کے لیے پلان اور مواد کی تیاری

5۔جرمنی بھر میں مقامی اصلاحی کمیٹیز کو فعال کرنا

6۔شعبہ کی ویب سائٹ www.Tarbiyyat.de کی ایڈمنسٹریشن

7۔مختلف تربیتی گرافکس اور ویڈیوز کی تیاری شعبہ تربیت کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس (Twitter, Instagram, WhatsApp, Youtube, Telegramm) کی ایڈمنسٹریشن

8۔تربیتی فلائرز و کتابچوں کی تیاری

9۔تربیت و رشتہ ناطہ ہاٹ لائن Offenes Ohr

باقی صفحہ 32 پر

سیکرٹریان تربیت
جماعت احمدیہ جرمنی

مرتبہ: سیّد افتخار احمد، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی

مکرم اعجاز احمد طارق صاحب مرحوم

مکرم اعجاز احمد طارق صاحب مرحوم ابن مکرم چودھری منور احمد صاحب مرحوم کا بطور سیکرٹری تربیت عرصہ خدمت فروری 1982ء تا جون 1986ء ہے۔ آپ فروری 1946ء میں ملتان میں پیدا ہوئے اور بی اے تک تعلیم اسی شہر میں حاصل کی۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم حضرت مستری جان محمد آف بھڈیار ضلع امرتسر کے توسط سے آئی جنہیں 1898ء میں محض دس سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

مکرم اعجاز طارق صاحب نے لاہور سے فنی تعلیم بطور آٹومکینک حاصل کی اور لمبا عرصہ اسی میدان میں گزارا۔ ملتان جہاں آپ کے والد محترم بسلسلہ روزگار مقیم تھے، میں بطور نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ شہر ملتان جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء میں آپ پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آ گئے۔ خاندانی طور پر آپ کے اندر جماعتی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا چنانچہ یہاں آتے ہی جماعتی کاموں میں مصروف ہو گئے۔ دیگر خدمات کے علاوہ صدر حلقہ Bonnames خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ایک الیکٹرونک کمپنی میں ملازمت کرتے تھے اور باقی اوقات میں جماعت کی خدمت میں کمربستہ رہتے۔ جب جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکزی دفاتر میں فوٹو کاپی مشین خریدی گئی تو آپ ہی اس مشین کی ہر طرح کی مرمت کے ذمہ دار تھے۔

موصوف کو جرمنی میں بطور نیشنل سیکرٹری تربیت بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1982ء میں تشکیل دی جانے والی جرمنی جماعت کی پہلی مجلسِ عاملہ میں موصوف کو سیکرٹری تعلیم و تربیت مقرر کیا گیا۔ بعدازاں 1984ء میں مجلسِ شوریٰ میں پہلی مرتبہ جو مجلسِ عاملہ جرمنی منتخب ہوئی اس میں بھی آپ ہی سیکرٹری تعلیم و تربیت منتخب ہوئے۔

آپ بے حد ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ ہمیشہ دوستوں کی مدد کے لیے تیار رہتے۔ آپ چونکہ پاکستان سے مکینک کا کام جانتے تھے اس وجہ سے جو احباب جماعت آپ سے رابطہ کرتے تھے، ان کی ہر طرح سے مدد کر کے دلی خوشی محسوس کرتے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی جب تک صحت نے اجازت دی، لوکل امارت فرانکفرٹ میں مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے۔

9 دسمبر 2017ء کو آپ نے وفات پائی اور فرانکفرٹ کے قبرستان Südfriedhof میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے، آمین۔

مکرم سیّد سلیم احمد گیلانی صاحب مرحوم

مکرم سیّد سلیم احمد گیلانی صاحب مرحوم ابن مکرم سیّد بشیر احمد صاحب گیلانی کا بطور سیکرٹری تربیت عرصہ خدمت ستمبر 1986ء تا جون 1987ء ہے۔ آپ اپریل 1951ء میں چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے حفظ قرآن کلاس میں داخلہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میٹرک کی تعلیم مکمل کرنے سے قبل ہی قرآنِ کریم بہت اچھی قرأت کے ساتھ حفظ کر لیا۔

آپ کے والدِ محترم نے خلافتِ ثالثہ کے مبارک دَور میں احمدیت قبول کی۔ جس کے بعد آپ خود بھی سترہ سال کی عمر میں خوب تحقیق اور تفکر کے بعد مؤرخہ 7 جولائی 1968ء کو بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے والد صاحب کی بیعت سے پہلے اس خاندان میں کوئی احمدی نہیں تھا۔ اس طرح یہ اپنے خاندان کے لیے السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں سے بھی تھے۔ آپ اپنے علاقہ میں بڑی دلیری سے ہر طرح کے مصائب کا مقابلہ کرتے اور اپنے علاقہ کے احمدیوں کی قرآن کلاس لیتے اور دیگر جماعتی خدمات بھی بجا لاتے۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بے حد شوق تھا۔ اپنے علاقہ میں بہت تبلیغ کیا کرتے تھے۔ 1978ء میں گیلانی صاحب جرمنی چلے

مکرم اعجاز احمد طارق صاحب مرحوم

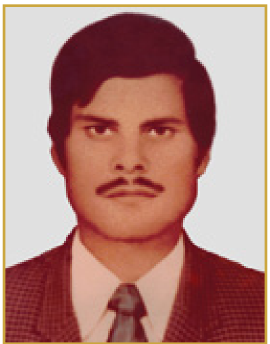
مکرم سلیم احمد صاحب گیلانی مرحوم

مکرم عبدالرحیم احمد صاحب

مکرم چودھری بشارت احمد صاحب

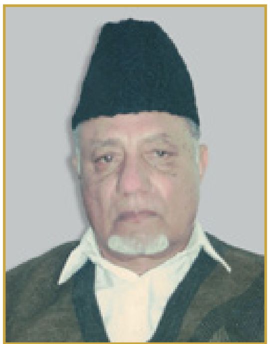
مکرم چودھری مشتاق احمد صاحب مرحوم

آئے۔ ابتدائی کچھ عرصہ Duisburg کے علاقہ میں رہے۔ 1984ء میں Bad Nauheim کے علاقہ میں آ گئے جہاں آپ کے ساتھ کچھ اور احباب بھی آئے تھے۔ چنانچہ یہاں نئی جماعت قائم کی گئی جس کے پہلے صدر ہونے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہوا۔ آپ یہ خدمت ستمبر 1986ء تک بجالاتے رہے۔

ستمبر 1986ء میں آپ کو نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت مقرر کیا گیا۔ یہ خدمت آپ جون 1987ء تک بجا لاتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ لوکل امارت فرانکفرٹ میں بھی فعال کردار ادا کرتے رہے اور مختلف تعلیمی و تربیتی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ دسمبر 1987ء تا اپریل 1988ء آپ کو قائم مقام سٹی پریذیڈنٹ فرانکفرٹ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں نیشنل سیکرٹری وصایا بھی رہے۔ فرانکفرٹ شہر کی تربیتی کلاسز میں لمبا عرصہ تعلیم القرآن اور حفظ القرآن کے مضامین پڑھانے کی توفیق ملتی رہی۔

4 فروری 2015ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے اور فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں مدفون ہوئے،، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے بہترین جزائے خیر سے نوازے اور آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے، آمین۔

مکرم عبدالرّحیم احمد صاحب

مکرم عبدالرحیم احمد صاحب ابن مکرم چودھری عبدالغنی صاحب مرحوم جولائی 1987ء تا دسمبر 1988ء سیکرٹری تربیت رہے۔ آپ کا تفصیلی تعارف ''اخبار احمدیہ جرمنی جون 2021ء'' میں شائع ہو چکا ہے۔

مکرم بشارت احمد بشارت صاحب پریوال

مکرم بشارت احمد بشارت صاحب پریوال ابن مکرم محمد شریف صاحب پریوال مرحوم کا بطور سیکرٹری تربیت عرصۂ خدمت جنوری 1989ء تا اکتوبر 1991ء ہے۔ آپ 1946ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی ہیں۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پردادا مکرم چودھری عبداللہ صاحب کے توسط سے آئی جنہوں نے 1889ء میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف پایا۔ 1947ء میں آپ قیام پاکستان کے بعد دیگر احمدیوں کے ساتھ قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان کے شہر راہوالی ضلع گوجرانوالہ میں مقیم ہوئے۔ آپ کے والد محترم 1949ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر فرقان فورس میں خدمت سرانجام دینے چلے گئے۔

1953ء میں آپ کے والد محترم بسلسلہ روزگار راہوالی سے سانگلہ ہل منتقل ہو گئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بھی یہاں پر شروع کی اور محنت مزدوری بھی کرتے رہے۔ آپ نے بی اے تک تعلیم حاصل کی تاہم 1961ء میں آپ نے قالین بافی کی باقاعدہ تربیت حاصل کرنے کے بعد قالین کی تجارت بھی شروع کر دی۔

1974ء میں جماعت کے خلاف جو ہنگامے ہوئے، ان میں مسجد احمدیہ سانگلہ ہل پر حملہ بھی منصوبے کا حصہ تھا۔ مقامی صدر مکرم فقیراللہ صاحب مرحوم و مغفور نے حفاظت مسجد پر موصوف کو بھی متعین کیا، الحمدللہ۔ دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے منصوبے میں ناکام کیا۔

1978ء میں مکرم بشارت احمد صاحب کے چچازاد بھائی مکرم انوار احمد صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم کو جماعتی دشمنی کی بنیاد پر شہید کر دیا گیا۔ اسی بنا پر آپ نے پاکستان سے ہجرت کا فیصلہ کیا اور 1980ء میں جرمنی آ کر Meschede شہر میں اسائیلم کی درخواست دی جس کے منظور ہونے کے بعد دسمبر 1984ء میں Dietzenbach منتقل ہو گئے۔

1985ء سے ڈیٹسن باخ میں جماعتی خدمات شروع کر دیں۔ اس وقت اس جماعت کی تجنید 50 افراد پر مشتمل تھی۔ آپ کو بطور صدر جماعت ڈیٹسن باخ بھی خدمت کی توفیق ملی۔ ایک کمرہ کرایہ پر لے کر نماز سنٹر بنایا اور پھر اسی میں تعلیم و تربیت کا آغاز کیا۔ اردو کلاس کا بھی اجرا کیا۔ مالی تحریکات میں بھی خدمت کی توفیق ملتی رہی، الحمدللہ۔

1987ء میں نیشنل سیکرٹری تربیت منتخب ہوئے۔ یہ وہ دَور تھا جب نئی نئی جماعتیں قائم ہو رہی تھیں۔ جماعتوں میں دَورے کرنے کا بھی خوب موقع ملا اور اس طرح علمی اور عملی تربیت کا موقع میسر آتا رہا۔ بعض مرتبہ سولہ سترہ جماعتوں کا اکٹھا دورہ کرنے کی بھی توفیق ملتی رہی، الحمدللہ۔ بیشتر دورہ جات ذاتی خرچ سے کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ اس عرصہ خدمت میں مکرم مشتاق احمد ظہیر صاحب مرحوم نے موصوف کی بہت مدد کی اور اکثر دورہ جات میں ہمسفر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

مکرم بشارت احمد صاحب 1995ء تک صدر جماعت Dietzenbach کی خدمت بھی سرانجام دیتے رہے۔ عبدالغفور بھٹی صاحب مرحوم کے زمانہ صدارت انصاراللہ میں زعیم ریجن فرانکفرٹ کی خدمت کی توفیق ملی۔ اس

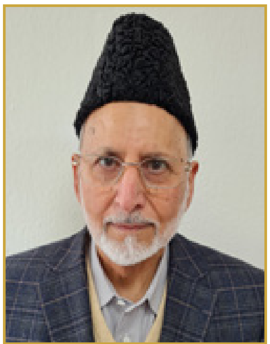
مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب

مکرم زبیر خلیل صاحب

مکرم منظور احمد شاد صاحب

مکرم عبدالشکور اسلم خان صاحب

وقت موصوف حلقہ Steinberg میں بطور سیکرٹری امورِ عامہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کی ایک پہچان شاعری بھی ہے اور متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں۔

مکرم چودھری مشتاق احمد ظہیر صاحب مرحوم

مکرم چودھری مشتاق احمد ظہیر صاحب ابن مکرم الحاج کریم بخش صاحب مرحوم کا بطور سیکرٹری تربیت عرصہ خدمت نومبر 1991 تا جون 1992ء ہے۔ آپ کی تاریخ پیدائش یکم جنوری 1925ء بمقام قادیان ہے۔ آپ نے میٹرک تک تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ ایف اے گورنمنٹ کالج لائلپور (فیصل آباد) سے کیا اور بی کام کی ڈگری آپ نے کمرشل یونیورسٹی دہلی سے حاصل کی۔

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد محترم الحاج کریم بخش صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے خلافتِ اولیٰ کے دَور میں دستی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ قادیان کے بابرکت ماحول میں پرورش پائی تھی اس لیے جماعتی خدمت آپ کی سرشت میں شامل تھی۔

1947ء میں جب احمدی جماعتی نظام کے تحت ہجرت کر کے پاکستان آئے تو اس وقت آپ کو حفاظتی دستہ میں کامیاب خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر فرقان فورس میں شامل ہو کر خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے عملہ حفاظت خاص میں بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ فضل عمر ہسپتال کے قیام پر کچھ عرصہ ہسپتال کی لیبارٹری میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ بسلسلہ ملازمت آپ نے کچھ عرصہ منڈی بہاؤالدین میں گزارا اور شاہ تاج شوگر مل میں ملازمت کے عرصہ میں صدر جماعت کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کو منڈی بہاؤالدین میں ہی۔ چند دن اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت ملی۔

1990ء میں پاکستان سے مع فیملی ہجرت کر کے جرمنی آ گئے اور جماعت Büdingen میں شامل ہوئے۔ مختلف دیگر خدمات کے علاوہ 1995ء میں جماعت Büdingen کے صدر جماعت منتخب ہوئے اور لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب مرحوم جب ریجنل امیر فرانکفرٹ، Hessen Mitte کے ریجنل امیر مکرم مبارک احمد چٹھہ صاحب کے ساتھ بھی ریجنل انتظامیہ میں بطور سیکرٹری تربیت کے علاوہ مرکزی شعبہ تربیت میں بطور معاون اور بطور نیشنل سیکرٹری وصایا اور نیشنل سیکرٹری وقفِ عارضی بھی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔

آپ نے 21 اپریل 2004ء کو وفات پائی۔ آپ کی تدفین آپ کی وصیت کے مطابق بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مکرم چودھری صاحب کو ان کی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ہمیشہ درجات بلند کرتا چلا جائے، آمین۔

مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب

مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب ابن مکرم چودھری مولیٰ بخش صاحب مرحوم کا بطور سیکرٹری تربیت عرصہ خدمت مئی 1998ء تا اکتوبر 2002ء ہے۔ آپ کا تفصیلی تعارف اخبار احمدیہ جرمنی جون 2021ء میں شائع شدہ ہے۔

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم کا بطور سیکرٹری تربیت عرصہ خدمت جنوری 1993ء تا دسمبر 1993ء ہے۔ آپ کا تفصیلی تعارف اخبار احمدیہ جرمنی جون 2021ء میں شائع شدہ ہے۔

مکرم زبیر خلیل صاحب

مکرم زبیر خلیل صاحب ابن مکرم حافظ عطاء الحق صاحب مرحوم کا بطور سیکرٹری تربیت عرصہ خدمت جنوری 1994ء تا اپریل 1995ء ہے۔ آپ کا تفصیلی تعارف اخبار احمدیہ جرمنی جون 2021ء میں شائع شدہ ہے۔

مکرم منظور احمد شاد صاحب مرحوم

مکرم منظور احمد شاد صاحب مرحوم ابن مکرم حضرت میاں عبدالکریم صاحبؓ کو اپریل 1995ء تا جون 1995ء بطور سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کا تفصیلی تعارف اخبار احمدیہ جرمنی مارچ 2021ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔

مکرم عبدالشکور اسلم خان صاحب

مکرم عبدالشکور اسلم خان صاحب ابن حضرت محمد ظہور خان صاحب پٹیالویؓ کو جولائی 1995ء تا فروری 1997ء بطور سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کا تفصیلی تعارف اخبار احمدیہ جرمنی جون 2021ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔

مکرم مقصود الحق صاحب

مکرم مقصود الحق صاحب ابن مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم کو فروری 1997ء تا اپریل 1998ء بطور سیکرٹری تربیت جرمنی خدمت کی توفیق ملی۔ 1957ء میں ربوہ میں پیدا ہوئے۔ موصوف کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے رکھا۔ ابتدائی تعلیم ٹی آئی سکول اور کالج ربوہ سے حاصل کی۔ گھر کا ماحول دینی ہونے کے باعث اطفال الاحمدیہ کی عمر سے ہی جماعتی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

مکرم مقصود الحق صاحب

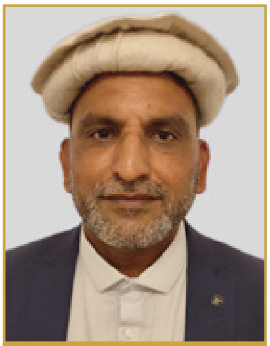
مکرم ملک سکندر حیات صاحب

مکرم حافظ مظفر عمران صاحب

مکرم طاہر احمد صاحب

1979ء میں جرمنی کے صوبہ بائرن کے شہر Augsburg میں نزول ہوا۔ آتے ہی جماعتی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کر دیا۔مقامی جماعت میں جنرل سیکرٹری اور مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور قائد مجلس خدمت کی توفیق پائی۔

اسی طرح آتے ہی 1980ء میں اخبار احمدیہ جرمنی کی معاونت شروع کر دی۔ چونکہ آپ خوش نویس بھی تھے اس لیے اخبار احمدیہ کی کچھ عرصہ کتابت بھی کرنے کی توفیق پائی۔ 1987ء میں جذبۂ خدمت دینی کی بنیاد پر مرکز فرانکفرٹ کی طرف ہجرت اختیار کی اور شہر فرانکفرٹ میں رہائش اختیار کی۔شروع میں مقامی جماعتی خدمت کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ جرمنی میں خدمات کا آغاز کیا آپ نے بطور معتمد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق پائی۔ فروری 1990ء سے لے کر دسمبر 1992ء تک بطور نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ جرمنی میں پہلی بار زونل قائدین کا تقرر اور کمپیوٹر سیکشن کا قیام خاص طور قابل ذکر ہے۔

دسمبر 1992ء میں ذیلی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ میں شاندار خدمات کے بعد جماعتی خدمات کا آغاز کیا۔شعبہ تربیت میں خدمت کے علاوہ آپ کو جماعت احمدیہ جرمنی میں بطور نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی، نیشنل سیکرٹری امور خارجیہ، نیشنل امور عامہ اور نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمات کی توفیق ملی۔ آپ کا یہ عرصہ 1993ء سے لے 2007ء تک پھیلا ہوا ہے۔ 2006ء سے اگست 2007ء تک انصاراللہ جرمنی میں بطور نائب صدر اوّل بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اگست 2007ء میں مکرم موصوف جرمنی سے انگلستان منتقل ہو گئے اور وہاں بھی جاتے ہی جماعتی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جماعت کی شاندار خدمات کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے،آمین۔

مکرم ملک سکندر حیات صاحب

مکرم ملک سکندر حیات صاحب ابن ملک الف خاں صاحب مرحوم کا عرصہ خدمت بطور سیکرٹری تربیت اکتوبر 2002ء تا جون 2013ء ہے۔ آپ 3/اپریل 1967ء کو کھوکھر غربی ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا جان ملک حیات محمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دَور میں اپنے رشتہ داروں اور برادری کے ساتھ احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ آپ کے والد محترم الف خاں مرحوم کھوکھر غربی جماعت کے صدر جماعت بھی رہے۔ 1979ء میں ہونے والی نیشنل تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوئے۔مقامی مجلس کھوکھر غربی میں مجلس اطفال الاحمدیہ کی عاملہ میں شامل رہے۔موصوف نے ابتدائی تعلیم پرائمری سکول کھوکھر غربی میں حاصل کی۔ اس کے بعد اسلامیہ ہائی سکول کنجاہ گجرات سے میٹرک پاس کرنے کے بعد سائنس کالج گجرات میں داخلہ لیا۔ ایف ایس سی کے طالبعلم تھے کہ جرمنی آگئے اور کورباخ میں رہائش پذیر ہوئے۔ اس وقت جماعتی طور پر کورباخ شہر ہمبرگ ریجن میں شامل تھا۔ جولائی 1985ء میں مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ ہمبرگ سے کورباخ تشریف لائے اور جماعت کورباخ قائم کی۔ مقامی جماعتی عاملہ تشکیل دی۔ مکرم ملک صاحب کو سیکرٹری اصلاح وارشاد و ناظم مال کی ذمہ داری ملی۔ 1987ء میں ہمبرگ میں تربیتی کلاس میں شامل ہوئے۔ 1988ء میں قائد مجلس کورباخ بنے۔ 1989ء میں پہلی مجلس شوریٰ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی میں شریک ہوئے۔ 1992ء میں زونل قائد مجلس خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے اور سیکرٹری تربیت جماعت فرانکن برگ بھی خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 2002ء میں بطور نیشنل سیکرٹری تربیت جرمنی منظوری عطا فرمائی اور 2002ء تا 2013ء بطور نیشنل سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق پائی۔ اس عرصہ خدمت میں مندرجہ ذیل احباب نے خصوصی تعاون فرمایا۔

مکرم منظور احمد شاد صاحب۔ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب مرحوم۔ مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ۔ مکرم نعمان احمد مبشر صاحب۔ مکرم تفہیم احمد صاحب۔ مکرم حمید خالد صاحب۔ مکرم عدیل عباسی صاحب۔ مکرم ظفراللہ خان صاحب۔ مکرم مولانا محمد اشرف ضیاء صاحب (صدر جماعت ومبلغ انچارج آسٹریا)

2016ء سے تا حال بطور نیشنل سیکرٹری وقفِ جدید جرمنی و نائب افسر جلسہ سالانہ جرمنی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم حافظ مظفر عمران صاحب

مکرم حافظ مظفر عمران صاحب ابن مکرم محمد یوسف ناصر صاحب (واقف زندگی) مرحوم، کو جولائی 2013ء سے فروری 2021ء تک بطور سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق ملی۔ آپ مؤرخہ 6 مئی 1974ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ مکرم حافظ صاحب کے ننھیال میں ان کی والدہ صاحبہ کے دادا جان مکرم چوہدری عمر حیات خان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔موصوف کی نانی جان مکرمہ سلمہ بیگم صاحبہ کو حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے پالا اور ان کی شادی بھی خود کروائی۔ دَدھیال میں ان کے دادا جان مکرم چوہدری منشی خان صاحب نے 1934ء میں بیعت کی۔موصوف نے ابتدائی تعلیم ربوہ میں حاصل کی۔ پانچویں کے بعد مدرسۃ الحفظ میں داخل ہوئے اور صد سالہ جوبلی کے سال 1989ء میں قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق پائی اور مدرسۃ الحفظ سے 101ویں حافظ بن کر فارغ التحصیل ہوئے۔ بعدازاں نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ سے میٹرک کیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد دورانِ تعلیم ہی جرمنی آ گئے۔

موصوف بچپن سے ہی جماعتی خدمات کرتے چلے آ رہے ہیں، اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کے زمانہ میں اپنے محلہ دار الصدر جنوبی ربوہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ 1995ء میں جرمنی آمد پر بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور مقامی و مرکزی سطح پر متعدد جماعتی اور

تنظیمی شعبوں میں اہم ذمہ داریاں ان کے سپرد رہیں اور 2006ء تا 2012ء صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، 2013ء تا 2020ء نیشنل سیکرٹری تربیت، 2012ء تا 2014ء افسر جلسہ سالانہ، 2015ء تا 2019ء افسر جلسہ گاہ جرمنی اور 2018ء تا 2019ء مجلس انصاراللہ جرمنی میں بطور نائب صدر مجلس انصاراللہ صف دوم رہے اور 2019ء سے تا حال بطور ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم طاہر احمد صاحب، مربی سلسلہ

مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ کے خاندان میں احمدیت حضرت امام دینؓ صاحب آف ننگل باغبان اور ان کے بیٹے یعنی مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ کے پڑداداحضرت مہر بڈھاؓ اور پردادی حضرت راجن بی بیؓ کے ذریعہ آئی۔حضرت مولا بخشؓ صاحب ننگلی آپ کے نانا جان تھے۔ آپ کے والد کا نام چوہدری محمد شریف صاحب ننگلی تھا۔والد صاحب کو ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کرنے کی توفیق ملی اور اس طرح آپ نے بطور نائب وکیل المال ثانی اور نائب وکیل التعلیم انجمن تحریک جدید ربوہ پاکستان میں خدمتِ کی توفیق پائی۔

مکرم طاہر احمد مربی سلسلہ نے 1988ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے مبشر کا امتحان پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔جب آپ نے عملی زندگی میں قدم رکھا تو پہلی تقرری ''راہوالی'' گوجرانوالہ میں ہوئی اس کے بعد گرمولہ ورکاں، وزیر آباد، علی پور چٹھہ اور پھر تقریباً 4 سال بطور مربی ضلع گوجرانولہ خدمت کی توفیق ملی۔ بعد ازاں آپ کو 6 ماہ مربی ضلع خوشاب اور مربی ضلع سیالکوٹ رہنے کی توفیق بھی ملی۔ 28 ستمبر 2000ء کو آپ پاکستان سے بلغاریہ روانہ ہوئے جہاں آپ نے بلغاری زبان میں ماسٹر کیا اور ساتھ ساتھ وہاں کی جماعت کو بھی مستحکم کیا۔ 28 نومبر 2007ء تک آپ اسی ملک میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پاتے رہے۔اس کے بعد 2007ء تا 2012ء جماعت جرمنی کے ریجن Hoch Taunus کی جماعتوں میں بطور مربی سلسلہ کام کیا۔اسی طرح آپ 2007ء سے ہی نیشنل شعبہ تبلیغ میں بلغارین ڈیسک اور میسیڈونین ڈیسک میں خدمت کی توفیق بھی پا رہے ہیں جہاں آپ کے ذمہ خطباتِ جمعہ کے تراجم، کتب کے تراجم، ویب سائٹس کی نگرانی وغیرہ شامل ہیں نیز آپ بلغاری زبان میں قرآن مجید کی ڈیزائننگ اور اس کی دہرائی کا کام بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہیں۔جلد ہی یہ قرآنِ مجید اشاعت کے لئے بھجوایا جائے گا، ان شاءاللہ۔

2008ء سے اب تک جامعہ احمدیہ جرمنی میں بطور استاد بھی خدمت کر رہے ہیں۔ 2008ء تا 2018ء مختلف اوقات میں Slovenia, Iceland, Latvia, Estonia, Lithuania میں تبلیغی دورہ جات کی توفیق ملتی رہی۔اس دوران مختلف اوقات میں Estonia, Latvia, Lithuania کی بطور نگران خدمت کی توفیق ملی۔2012ء تا 2013ء ریجن Hessen Mitte کی جماعتوں میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی۔2013ء تا حال نیشنل شعبہ تربیت جرمنی میں خدمت اور فروری 2021ء سے تا حال بطور سیکرٹری تربیت جرمنی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

بقیہ: شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی از صفحہ 27

10۔مرکزی کمیٹیوں میں معاونت

11۔ 36 مختلف سیکرٹریان تربیت کے ساتھ ذاتی رابطہ

12۔ ماہانہ اجلاس کے مواد کی تیاری میں معاونت

مکرم عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ

مکرم محمد عمران بشارت صاحب ابن مکرم محمد انیس بشارت صاحب 2021ء میں جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہوئے اور اسی سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی مستقل تقرری شعبہ تربیت میں منظور فرمائی جہاں آپ کے ذمہ مندرجہ ذیل خدمات ہیں:

1۔ جرمنی بھر کی جماعتوں میں نماز حاضری

2۔عشرہ صلوٰۃ

3۔ ماہانہ اجلاس کے مواد کی تیاری

4۔مختلف اقتباسات کا ترجمہ

5۔ تمام E-Mails کے جوابات دینا

6۔ جرمنی میں 28 سیکرٹریان تربیت سے ذاتی رابطہ

مکرم افتخارالدین صاحب

مکرم اِفتخارالدین صاحب اپریل 2016ء سے شعبہ تربیت میں بطور کارکن خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔موصوف پاکستان سے گریجویشن کی تعلیم مکمل کر کے 2012ء میں جرمنی آئے اور تب سے ہی کسی نہ کسی حیثیت سے خدمت کر رہے ہیں اور 2016ء سے بطور کارکن شعبہ تربیت خدمت کا آغاز کیا۔ان کے ذمہ جرمنی بھر کے سیکرٹریان تربیت سے رابطہ رکھنا ہے نیز آپ شعبہ تربیت میں بطور آفس انچارج خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

معاونین شعبہ تربیت

مکرم نویدالظفر صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

مکرم طلعت حفیظ صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

مکرم نصیر نجم صاحب

مکرم نور احمد گوندل صاحب

مکرم ملک مبشر احمد صاحب

مکرم اسداللہ وہاب صاحب

مکرم شاہد تاثیر صاحب

مکرم عمیر شہزاد گھمن صاحب

علاوہ ازیں محترم سجیل احمد صاحب مربی سلسلہ جو Flörsheim میں متعین ہیں، بھی تراجم کے سلسلہ میں شعبہ تربیت کی مدد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ ممبران شعبہ پر اپنا خاص فضل فرمائے اور ان کی خدمت کو مثمر بثمرات حسنہ کرے اور بہترین جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

میدانِ تبلیغ میں اہم پیش رفت

چینی، فارسی اور رشین ممالک کی زبانوں میں ویب سائٹس، فیس بک پیجز اور یوٹیوب چینلز کا افتتاح

رپورٹ: نامہ نگار خصوصی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کے شعبہ تبلیغ کو حال ہی میں سوشل میڈیا کے میدان میں بعض نئے تبلیغی اہداف حاصل کرنے کی توفیق ملی ہے،الحمدللہ۔ اگرچہ اس سے قبل بھی اس ذریعہ سے تبلیغ اسلام کی مہم جاری ہے تاہم مؤرخہ 17 ستمبر 2022ء کو مسجد بیت الباقی (Dietzenbach) میں ایک خصوصی تقریب میں رشین، یوکرینین، ازبک، آذربائیجانی، چینی، فارسی زبانوں میں ویب سائٹس، فیس بک پیجز اور یوٹیوب چینلز کا افتتاح عمل میں آیا۔

اس تقریب کی صدارت امیر جماعت احمدیہ جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے کی۔ نظامت کے فرائض مکرم خواجہ عبدالنور صاحب مربی سلسلہ نے سرانجام دیے۔ اس موقع پر نیشنل و مقامی عہدیداران، شعبہ تبلیغ میں خدمت بجا لانے والے مربیان کرام، کارکنان اور طوعی خدمت کرنے والوں کے ساتھ ساتھ مقامی احباب جماعت نے بھی شرکت کی۔ جبکہ مکرم خالد احمد صاحب مربی سلسلہ وانچارج رشین ڈیسک یوکے، مکرم سیّد عطاءالواحد رضوی صاحب مبلغ انچارج رشیا، مکرم بشارت احمد صاحب مربی سلسلہ و نیشنل صدر جماعت لٹویا اور مکرم اگر دمیتروک صاحب لوکل معلّم یوکرین نے آن لائن شرکت کی۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔جس کی سعادت مکرم حافظ اطہر محمود صاحب مبلغ آذربائیجان کو ملی۔

تلاوت کے بعد انچارج رشین ڈیسک جرمنی مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ نے اس تاریخی تقریب کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ آج کی تقریب حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان پیشگوئی ”مَیں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں“ (تذکرہ صفحہ 691 ایڈیشن ہفتم) کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کی طرف ایک اہم قدم اور سنگِ میل ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں روس کے حوالہ سے جماعتی تاریخ بھی بیان کی اور خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور کشوف کی روشنی میں اس میدان میں تبلیغ کی اہمیت واضح کی۔

محترم ڈاکٹر محمد نعمان صاحب مربی سلسلہ انچارج فارسی ڈیسک جرمنی، مکرم حافظ اطہر محمود صاحب مبلغ سلسلہ آذربائیجان، مکرم بشارت احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ نے لٹویا (Latvia) کے دارالحکومت ریگا (Riga) سے آن لائن، مکرم سیّد عطاءالواحد رضوی صاحب نے آن لائن، ہمارے یوکرائینی احمدی بھائی مکرم اگر دمیتروک صاحب نے یوکرین سے آن لائن، محترم خالد احمد صاحب مربی سلسلہ وانچارج رشین ڈیسک یوکے نے آن لائن اور شعبہ تبلیغ کے سرگرم کارکن مکرم محمود احمد ناصر صاحب نے چینی ویب سائٹ کے بارہ میں تفصیلات بتائیں۔ اس کے بعد مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خدائی تقدیر ہے کہ اسلام نے غالب آنا ہے، ہر قوم کے لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ مشکل دور اب آسانی میں بدل رہا ہے، یوٹیوب تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ بن رہا ہے۔ اور آخر میں محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جرمنی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری کوششیں جاری رہنی چاہییں، ان شاءاللہ راستے کھلیں گے۔ جس طرح دیوار برلن گرنے کے بعد رشین ممالک میں تبلیغ کے راستے کھلے۔ اب سوشل میڈیا کے ذریعے ہم ان ممالک میں داخل ہو رہے ہیں جہاں بہت سی روکیں حائل ہیں۔ دعا اور محنت کے ساتھ ہمیں ان شاءاللہ اس ذریعہ سے کامیابی ملے گی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے بٹن دبا کر ان ویب سائٹس، فیس بک پیجز اور یوٹیوب چینلز کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور دعا کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں شیرینی اور چائے پیش کی گئی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی

مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی

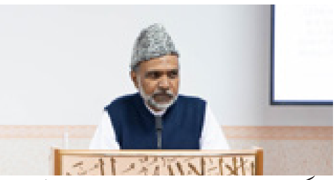
مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ

مکرم ڈاکٹر نعمان احمد صاحب مربی سلسلہ

ماہ اکتوبر تاریخ کے آئینہ میں

(مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ ہانوفر)

یکم اکتوبر:

1938ء: جرمن افواج نے چیکوسلاواکیہ کے ایک حصہ پر قبضہ کرلیا۔

1949ء: چئیرمین ماؤزے تنگ کی قیادت میں عوامی جمہوریہ چین کی بنیاد رکھی گئی۔

2 اکتوبر:

1187ء: سلطان صلاح الدین ایوبی نے یروشلم فتح کرلیا۔

1869ء: مہاتما گاندھی کا یوم پیدائش۔

3 اکتوبر:

1932ء: عراق نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔

1990ء: پینتالیس سال بعد مشرقی اور مغربی جرمنی کا اتحاد۔

4 اکتوبر:

1830ء: بیلجیئم نے نیدرلینڈ سے آزادی حاصل کی۔

1957ء: روس نے پہلا مصنوعی سیارہ خلا میں بھجوایا۔

5 اکتوبر:

1908ء: بلغاریہ نے سلطنت عثمانیہ سے آزادی حاصل کرلی۔

6 اکتوبر:

1973ء: اسرائیل اور عرب ممالک کے درمیان یوم کپور کی جنگ کا آغاز ہوا۔

1981ء: مصری صدر انور السادات کو ایک فوجی پریڈ کے دوران حملہ کرکے قتل کردیا گیا۔

7 اکتوبر:

1940ء: جرمن افواج نے رومانیہ پر قبضہ کرلیا۔

1949ء: روس کی مدد سے مشرقی جرمنی کو الگ ملک بنادیا گیا۔

8 اکتوبر:

2005ء: پاکستان میں زلزلہ سے ہزاروں افراد جاں بحق ہوگئے۔

9 اکتوبر:

1962ء: یوگنڈا نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔

1970ء: کمبوڈیا میں بادشاہت کا خاتمہ ہوا۔

10 اکتوبر:

680ء: حضرت امام حسینؓ کا یومِ شہادت۔

1954ء: فرانسیسی افواج کے ویتنام سے انخلاء کے بعد صدر Ho Chi Minh (ہوچی منہ) دارالحکومت Hanoi (ہنوئی) میں داخل ہوگئے۔

11 اکتوبر:

1899ء: جنوبی افریقہ میں بوئر جنگ کا آغاز ہوا۔

12 اکتوبر:

سپین کا قومی دن۔

13 اکتوبر:

1884ء: گرین وچ مین ٹائم کا آغاز ہوا۔

14 اکتوبر:

1947ء: مارٹن لوتھر کنگ جونیئر امن کا انعام لینے والی سب سے کم عمر شخصیت بن گئے۔

15 اکتوبر:

1979ء: پاکستان کے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز دیئے جانے کا اعلان ہوا۔

16 اکتوبر:

1853ء: فلورنس نائٹ اینگل نے جدید نرسنگ کی بنیاد رکھی۔

1951ء: پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو شہید کردیا گیا۔

17 اکتوبر:

1777ء: امریکہ کی جنگ آزادی میں برطانوی فوج کی بڑی شکست 5700 فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

19 اکتوبر:

1960ء: امریکہ نے کیوبا پر پابندیاں لگادیں۔

20 اکتوبر:

1935ء: چئیرمین ماؤزے تنگ کے 6000 میل لمبے لانگ مارچ کا اختتام ہوا۔

21 اکتوبر:

1879ء: تھامس ایڈیسن نے پہلا برقی بلب ایجاد کرلیا۔

22 اکتوبر:

1979ء: شاہ ایران جلاوطن ہوکر امریکہ آگئے۔

23 اکتوبر:

1989ء: ہنگری نے 33 سال سوویت یونین کے زیرِتسلط رہنے کے بعد خود کو جمہوریہ قرار دے دیا۔

24 اکتوبر:

1922ء: آئرلینڈ نے آزادی کا اعلان کردیا۔

25 اکتوبر:

1945ء: یونائیٹڈ نیشنز کی بنیاد رکھی گئی۔

1881ء: مشہور مصوّر Pablo Picasso سپین میں پیدا ہوئے۔

26 اکتوبر:

1947ء: امریکہ کی ہیلری کلنٹن کا یوم پیدائش۔

27 اکتوبر:

1904ء: نیویارک کی سب وے کا افتتاح ہوا۔

1958ء: جنرل ایوب خان سکندر مرزا کو ہٹاکر پاکستان کے صدر بن گئے۔

28 اکتوبر:

1636ء: ہارورڈ یونیورسٹی کا افتتاح ہوا۔

1886ء: نیویارک کی بندرگاہ پر مجسمہ آزادی نصب کیا گیا۔

30 اکتوبر:

1990ء: یورپ اور برطانیہ کے درمیان یوروٹنل کا آغاز ہوا۔

31 اکتوبر:

1984ء: بھارت کی وزیراعظم اندرا گاندھی کو ان کے 3 باڈی گارڈز نے قتل کردیا۔

(رپورٹ: فیروزادیب اکمل)

تقریبِ تقسیمِ اَسناد
جامعہ احمدیہ جرمنی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلے دورۂ جرمنی (اگست 2003ء) کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ 2008ء تک جرمنی میں بھی ایک جامعہ بنائیں تا کہ جرمنی اور یورپ کے دوسرے ممالک کے نوجوان یہاں تعلیم حاصل کرسکیں۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد پر عمل کیا گیا اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بفضل اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ جرمنی سے ہر سال مبلغین فارغ التحصیل ہو رہے ہیں اور 2015ء سے اب تک میدان عمل میں اُترنے والے ان مبلغین کی مجموعی تعداد 108 تک پہنچ چکی ہے، الحمدللہ۔

جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے ان واقفین کے اعزاز میں ہر سال تقریب تقسیم اسناد کا انعقاد ہوتا رہا ہے جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس رونق افروز ہوکر شاہد کی اسناد عطا فرماتے رہے ہیں۔ ابتدائی دو سال یہ تقریب جامعہ احمدیہ جرمنی میں منعقد ہوئی جبکہ دو مرتبہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوئی جہاں جرمنی کے ساتھ کینیڈا کے فارغ التحصیل کو بھی اسناد دی جاتی رہیں۔ اس کے بعد کورونا وباء کے باعث یہ تقریب منعقد نہ کی جاسکی اور امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مقامی طور پر مورخہ 17 ستمبر 2022ء بروز ہفتہ شام 5 بجے جامعہ احمدیہ جرمنی کے اسمبلی ہال میں اس کا انعقاد ہوا جس میں چار کلاسز 2019ء تا 2022ء کے فارغ التحصیل سینتالیس (47) مربیان سلسلہ نے اسناد حاصل کیں، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس مبارک موقع پر اسناد حاصل کرنے والے مربیان کے والد صاحبان، ممبرانِ مجلس عاملہ جرمنی اور سینئر مربیان سلسلہ جرمنی بھی مدعو تھے۔

تقسیم اسناد کا یہ پروگرام شام پانچ بجے امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم حافظ احتشام احمد صاحب متعلّم جامعہ احمدیہ جرمنی نے قرآن مجید کی تلاوت خوش الحانی سے کی۔ بعد ازاں مکرم ماہد الیاس صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد صدر تعلیمی کمیٹی مکرم مبارک احمد تنویر صاحب نے رپورٹ پیش کی جس میں آپ نے بتایا:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق تدریس کے علاوہ طلبہ کی علمی، ذہنی اور جسمانی استعدادوں میں اضافہ اور مسابقت فی الخیرات کی روح پیدا کرنے کے لئے جامعہ احمدیہ مجلس علمی، مجلس العاب اور مجلس ارشاد کے تحت انفرادی اور اجتماعی سطح پر مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے علماء و دیگر ماہرین کے لیکچر بھی کرواتا ہے۔ علمی مضامین اور جامعہ کی کارکردگی کی اشاعت کے لئے جامعہ کا مجلہ شائع ہوتا ہے اور طلبہ کے لئے سالانہ ڈائری کی اشاعت کروائی جاتی ہے۔

تقسیمِ اسناد شاہد جامعہ احمدیہ جرمنی کے موقع پر مدعو مہمانان کرام

اسی طرح ہائیکنگ، ملکی اور غیرملکی سطح پر منعقد ہونے والے مقابلہ جات بھی طلبہ کی تربیت کا حصہ ہیں۔طلبہ کو مختلف مذاہب کے بارے میں براہ راست معلومات حاصل کرنے کے لئے دیگر مذاہب اور مسلمان فرقوں کے مراکز کا دورہ بھی کروایا جاتا ہے جن میں عیسائی، یہودی اور مسلمانوں میں سے شیعہ احباب کے سنٹرز شامل ہیں۔ علاوہ ازیں حسب ہدایت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ جرمنی اور یوکے کی خامسہ کلاس کے طلبہ کا دو ہفتے کے لئے ایکسچینج پروگرام بھی جاری ہے جس سے طلبہ کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ درجہ شاہد کے امتحانات کے بعد اس کلاس کے طلباء کو تدریس کے ساتھ کچھ عملی ٹریننگ بھی کروائی جاتی ہے جس میں کھانا پکانا، بجلی کا کام، ہومیو پیتھی سے تعارف اور گاڑی کے بعض بنیادی کاموں کی واقفیت شامل ہے۔

اس رپورٹ کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے گزشتہ چار سال کے دوران جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے مربیان سلسلہ میں اَسناد تقسیم کیں جن کے ساتھ حدیقۃ الصالحین کے جرمن ترجمہ کا ایک ایک نسخہ بطور تحفہ بھی شامل تھا۔ اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے ایک مختصر تقریر کی جس میں انہوں نے کہا کہ

’’ابھی جو نظم پڑھی گئی ہے اس میں یہ مضمون ہے کہ اس بے ثبات دنیا کی محبّت کو چھوڑ دو۔ یہی خلاصہ زندگی کا بھی ہے یعنی ہم اس دنیا میں تو ہیں مگر اس دنیا کے نہیں ہیں۔ حضورِاقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس مرتبہ تشریف نہیں لا سکے جس کا ہمیں افسوس ہے لیکن خوشی اس بات کی ہے کہ اس وقت چار کلاسیں میرے سامنے بیٹھی ہوئیں ہیں جو اپنی تعلیم مکمل کر چکی ہیں۔ مَیں ان مربیانِ کرام کے والدین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائے اور اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی‘‘۔

امیر صاحب کی تقریر کے بعد پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی مکرم شمشاد احمد قمر صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور طلبہ کو نصیحت کی کہ جامعہ کا سات سالہ نصاب مکمل کرنے کے ثبوت کے طور پر تو آپ کو یہ اسناد دی گئیں ہیں مگر یاد رکھیں کہ اس تعلیم کا اصل ثبوت میدان عمل میں آپ کا عملی نمونہ ہوگا۔ اس لئے کوشش کریں کہ اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں اور میدانِ عمل میں خلیفہ وقت کے دست و بازو ثابت ہوں۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد سپورٹس حال میں شاملین تقریب کی خدمت میں پُر تکلّف کھانا پیش کیا گیا۔

ہے دعا سب کی کہ ہو تم بامراد و باوقار

ہیں مخاطب آج میرے جامعہ کے نوجواں
وقف ہیں دیں کے لئے سب جن کے روح و جسم و جاں

پڑھ رہے ہیں اور پھر یہ سامنے میدان ہے
یہ کریں گے رقم سب اب اپنی اپنی داستاں

ہیں مری آنکھوں کے آگے سب تمہارے پیشرو
سیّدی عبداللطیفؓ اور نورالدیںؓ سی ہستیاں

با ادب جتنے بھی ہو گے اور جتنے با خبر
اُس قدر ہوں گی تمہارے حسن کی رعنائیاں

ہے تمہاری جنگ ہر میدان میں کردار کی
آگئے ہو تم جلا کر اپنی اپنی کشتیاں

ہے تمہاری منتظر بلخ و بخارا کی زمیں
ہیں تمہارے ہاتھ میں اب روس کی بھی چابیاں

نوح جیسا عزم ہو اور نوح جیسی کشتیاں
خود بخود کُھلتے رہیں گے کشتیوں کے بادباں

ہے سلام ان ماؤں کو جن کے جگر گوشے ہو تم
جو تمہاری کامیابی کے لئے ہیں غزل خواں

ہے دعا سب کی کہ ہو تم بامراد و باوقار
کامیابی سے قدم چومیں تمہارے امتحاں

ہاں تعلق ہو امامِ وقت سے ایسا کہ بس
جس طرح رہتی ہیں زندہ آبِ دریا مچھلیاں

(مکرم چودھری شریف خالد صاحب)

کامیابیوں کا سفر

قسط سوم، آخری

ہوا مَیں تیرے فضلوں کا مُنادی

مکرم ڈاکٹر عبیدہ رشید رانا صاحب کی دل اور دماغ سے متعلق دلچسپ گفتگو

سوال: دل اور دماغ کی کیا کہانی ہے؟ یعنی دل اور دماغ کا انسانی جسم میں کیا کردار ہے؟ حاکم کون ہے؟

جواب، ڈاکٹر صاحب: یہ ایک مشکل سوال ہے۔ لیکن دل کا کردار اس حوالہ سے زیادہ اہم ہے کہ اگر دل خون فراہم نہیں کرے گا تو دماغ بھی کام نہیں کر سکے گا۔

سوال: یہ سوال اس لیے پوچھا جا رہا ہے کہ عمومی تاثر یہ ہے کہ دماغ کا کردار سب سے اہم ہے۔ کیونکہ دماغ سوچتا ہے اور جسم کو مختلف احکامات دیتا ہے جس کے نتیجہ میں جسم کوئی کام کرتا یا ردّ عمل دکھاتا ہے۔ حضرت مسیحِ موعودؑ نے چشمہ معرفت میں جو ایک مضمون بیان کیا ہے۔

''صدہا اسرارِ غیبیہ اہل کشف اور اہل مکالمہ الٰہیہ پر کھلتے ہیں اور ہزار ہا راستباز اُن کے گواہ ہیں مگر فلسفی لوگ اب تک اُن کے منکر ہیں جیسا کہ فلسفی لوگ تمام مدار ادراک معقولات اور تدبر اور تفکر کا دماغ پر رکھتے ہیں مگر اہل کشف نے اپنی صحیح رؤیت اور روحانی تجارب کے ساتھ معلوم کیا ہے کہ انسانی عقل اور معرفت کا سرچشمہ دِل ہے جیسا کہ میں پینتیس[35] برس سے اس بات کا مشاہدہ کر رہا ہوں کہ خدا کا الہام جو معارف رُوحانیہ اور علوم غیبیہ کا ذخیرہ ہے دل پر ہی نازل ہوتا ہے بسا اوقات ایک ایسی آواز سے دل کا سرچشمۂ علوم ہونا کھل جاتا ہے کہ وہ آواز دل پر اس طور سے بشدّت پڑتی ہے کہ جیسے ایک ڈول زور کے ساتھ ایک ایسے کنوئیں میں پھینکا جاتا ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے تب وہ دل کا پانی جوش مار کر ایک غنچہ کی شکل میں سربستہ اوپر کو آتا ہے اور دماغ کے قریب ہو کر پھول کی طرح کھل جاتا ہے اور اس میں سے ایک کلام پیدا ہوتا ہے وہی خدا کا کلام ہے۔ پس ان تجارب صحیحہ رُوحانیہ سے ثابت ہے کہ دماغ کو علوم اور معارف سے کچھ تعلق نہیں ہاں اگر دماغ صحیح واقعہ ہو[1] اور اس میں کوئی آفت نہ ہو تو وہ دل کے علوم مخفیہ سے مستفیض ہوتا ہے اور دماغ چونکہ منبتِ اعصاب ہے اس لئے وہ ایسی کَل کی طرح ہے جو پانی کو کنوئیں سے کھینچ سکتی ہے اور دل وہ کنواں ہے جو علومِ مخفیہ کا سرچشمہ ہے۔ یہ وہ راز ہے جو اہل حق نے مکاشفاتِ صحیحہ کے ذریعہ سے معلوم کیا ہے جس میں مَیں خود صاحب تجربہ ہوں''۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 283، ایڈیشن 2021ء)

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دماغ کی حالت یا مثال ایک ڈول کی سی ہے۔ جس طرح کنویں میں ڈول پھینکا جاتا ہے اور وہ پانی بھر کے لاتا ہے اور وہ پانی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح دماغ کا ڈول دل میں جاتا ہے وہاں سے معرفت اور علم وغیرہ لے کر آتا ہے۔ پھر اس کے ذریعہ دماغ عملدرآمد کرواتا ہے۔ یہ تھیوری عام طور پر لوگوں کے ذہن میں نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دل صرف ایک پمپ ہے۔ کیا دل میں کوئی ذہنی صلاحیت ہے؟

ڈاکٹر صاحب: ایسے مریضوں کا دل تبدیل کر کے کسی اور کا دل لگایا گیا ہے اور وہ اس کے بعد کافی عرصہ زندہ بھی رہے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ان کے احساسات میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ چونکہ یہ ان کا دل تو نہیں تھا ان کو بطور عطیہ کسی اور کا دل ملا تھا۔ ایسے بہت سے کیسز میں یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جب سے ان کا دل تبدیل ہوا ہے تو ان کی سوچ میں بھی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دل میں بھی محسوس کرنے کی صلاحیتیں ہیں۔ جیسے کسی شدید صدمہ کی صورت میں ہارٹ اٹیک ہونے کے واقعات بھی رونما ہوتے رہتے ہیں۔ مَیں خود اس پر تحقیق کرتا رہا ہوں۔ دل میں صرف پٹھے ہی نہیں ہے بلکہ نروز بھی ہیں جو دماغ میں ہوتے ہیں۔ تھوڑے نہیں ہیں بلکہ خاصی تعداد میں ہیں۔ یہ دل کے مسلز (پٹھوں) کے اندر تک جاتے ہیں۔ نروز کو جب الگ کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک جال کی صورت میں موجود ہیں جو دل کے اوپر اور اندر تک جاتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے اس کے علاوہ Botenstoff (Messenger) ہے جو نروز کے دونوں اطراف کے آخر پر ہوتا ہے جس کے ذریعہ مسلز کی معلومات نروز کو ملتی ہیں اور نروز کی مسلز کو۔ اس طرح ان کے درمیان تبادلہ معلومات ہوتا ہے جس سے دل پر اثر ہوتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دل صرف پمپ کا کام ہی نہیں کرتا بلکہ اس میں احساسات بھی ہیں۔ جب کبھی ہمیں کوئی ٹینشن (دباؤ) ہوتی ہے تو دل کی دھڑکن بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس میں نروز کام کرتی ہیں اور دل کو پیغام ملتا ہے کہ اس نے تیز دھڑکنا ہے۔ یہ سب خود کار نروسسٹم کی

1- حاشیہ۔ چونکہ دماغ منبتِ اعصاب ہے اس لئے علوم قلبیہ کا محسوس کرنا اس کا کام ہے اور اگر دماغ میں کوئی آفت پیدا ہو تو وہ علوم پردہ میں آجاتے ہیں جیسا کہ اگر ڈول یا اس کی رسّی ناتمام ہو تو پانی کنوئیں میں سے نہیں آسکتا۔ منہ

بدولت ہوتا ہے جو انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں ہمارے اختیار میں نہیں ہوتا کہ ہم اپنی دل کی دھڑکن کو تیز ہونے سے روک سکیں۔

سوال: گویا بنیادی چیز دل ہے؟

ڈاکٹر صاحب: بالکل، ایسے ہی ہے۔ دل اگر دس سیکنڈ کے لیے کام کرنا چھوڑ دے تو زندگی کا وجود ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر دماغ دس سیکنڈز کے لیے اپنا کام چھوڑ دے تو فالج ہوجائے گا۔ لیکن دل بدستور اپنا کام کرتا رہتا ہے اور زندگی قائم رہتی ہے۔ دماغ کو اگر دوبارہ خون کے ذریعہ آکسیجن مل جائے تو دوبارہ کام کرنے لگتا ہے لیکن اگر دل کچھ دیر کے لیے بند ہوجائے تو موت واقع ہوجاتی ہے۔ دماغ کو اگر تین سے چار گھنٹے تک خون نہیں ملے گا تو وہ ختم ہوجائے گا۔

سوال: طبّی موت (klinischer Tod) کیا ہوتی ہے؟

ڈاکٹر صاحب: طبّی موت (klinischer Tod) میں دماغ کا حصہ جسے Hirnstamm کہا جاتا ہے، کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس صورت میں مریض نہ خود سانس لے سکتا ہے نہ آنکھیں کھول سکتا ہے غرضیکہ اس کی زندگی مشینوں کی محتاج ہوتی ہے۔

سوال: آپ اس وقت ایک مہینہ میں کتنے پیس میکر ڈال دیتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: مہینہ میں بتانا تو مشکل ہے اس لیے سال کا بتا دیتا ہوں۔ مَیں اور ڈیوائسز بھی ڈالتا ہوں جن میں سے پیس میکر کی تعداد قریباً 400 ہے۔ پیس میکر ڈالنے کے لیے بہت زیادہ وقت درکار نہیں ہوتا۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں ایک پیس میکر ڈال دیا جاتا ہے۔

سوال: کیا اس کے لیے آپریشن کرنا پڑتا ہے؟

جواب: جی بالکل اس کے لیے آپریشن کرنا پڑتا ہے۔ بائیں کندھے سے نیچے کی طرف چیرا دے کر پیس میکر کو رکھنے کی جگہ بنانی پڑتی ہے۔ دل کی طرف جانے والی ورید (وین) کے ذریعہ آلہ کی لیڈز دل تک پہنچائی جاتی ہیں۔ دل کے دو خانوں میں ایک ایک لیڈ ڈالی جاتی ہے۔ اس دوران لیڈ کی حرکت اور جگہ کو ایکسرے مشین کے ذریعہ ساتھ ساتھ دیکھا جا رہا ہوتا ہے۔

سوال: پیس میکر وغیرہ ڈالنے کے بعد اس کے چیک کا کیا طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے خاص طور پر افریقن ممالک میں جہاں سہولیات کا فقدان ہے۔ پیس میکر کی بیٹری لائف چونکہ دس سال ہے تو کیا آپ نے کوئی ایسا ریکارڈ مرتب کیا ہے کہ بیٹری لائف ختم ہونے سے پہلے ان مریضوں کا پیس میکر تبدیل کیا جاسکے؟

ڈاکٹر صاحب: یہ خاصا مشکل کام ہے۔ بینن میں تو یہ سہولت موجود ہے۔ جس پروفیسر کا میں نے ذکر کیا تھا اس پروفیسر کے پاس اسی کمپنی کی پروگرامنگ مشین بھی موجود ہے جس کی مدد سے وہ اس کا چیک اپ کر سکتا ہے۔ لیکن چاڈ میں جن دو مریضوں کو پیس میکر ڈالے گئے تھے بدقسمتی سے ان کے چیک اپ کا وہاں کوئی انتظام موجود نہیں ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کے پاس ان مریضوں کا ریکارڈ موجود ہے اور اس بات کو دیکھ کر کہ کس مریض کو کتنا عرصہ پہلے یا کتنا عرصہ بعد پیس میکر دوبارہ ڈالنا ہے تو اس پر کام ہوسکتا ہے۔ جن ہسپتالوں میں جاکر ہم نے یہ آپریشن کیے تھے ان کے پاس بھی ریکارڈ ہوگا۔ مَیں نے تو یہ پیش کش کی ہوئی ہے کہ سال میں ایک مرتبہ ان ممالک میں دوبارہ جاکر جن مریضوں کو یہ پیس میکر ڈالے گئے ہیں ان کو بھی چیک کر لیا جائے اور نئے مریضوں کو بھی ڈالے جاسکیں۔ ایسا پروگرام بنا رہے ہیں۔ میری ذاتی خواہش بھی تھی کہ افریقہ میں مجھے خدمت کی توفیق ملے۔ پاکستان کا تو تھا ہی لیکن افریقہ کا بھی سوچا تھا کیونکہ افریقہ میں پاکستان سے بھی زیادہ ضرورت مند مریض ہیں۔

سوال: وہاں جو صاحب حیثیت لوگ ہیں وہ دوسرے ممالک سے جاکر لگواتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب، جی بالکل ایسے ہی ہے۔ چاڈ سے نائیجیریا قریب ہے جہاں یہ سہولت موجود ہے اور دوسری طرف کیمرون ہے۔

سوال: ہمارے پاک وہند میں دل کے مریض زیادہ ہیں۔ اس بارہ میں آپ قارئین اخبار احمدیہ جرمنی کے لیے کیا تجویز دیں گے؟

ڈاکٹر صاحب: میرے خیال سے آج کل سب کو پتہ ہے کہ کیا احتیاط کرنی چاہیے۔ جو مجھ سے اس بارہ میں سوال کرتا ہے تو مَیں اسے یہی کہتا ہوں کہ آپ کو خود پتہ ہے کہ کیا کرنا چاہیے مجھ سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ نے ورزش کرنی ہے، اپنے وزن کا خیال رکھنا ہے۔ یہ تو معمول کی باتیں ہیں۔ اس جدید دَور میں اس بارہ میں معلومات بہت عام ہوچکی ہیں۔

ہمارے کھانوں کے ساتھ اگر معمول کی ورزش نہ کی جائے تو بہت جلد وزن بڑھ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بہت سے امراض خاص طور پر دل کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جس کا وزن ایک مرتبہ حدِ اعتدال سے بڑھ جائے تو اس کو دوبارہ معمول پر لانا انتہائی مشکل ہوجاتا ہے۔ وزن بڑھنا، بلڈ پریشر، شوگر یہاں کی بہت عام بیماریاں ہیں۔ جبکہ پاک وہند میں تو اس سے بھی زیادہ امراض ہیں۔

سوال: معمولات زندگی میں آکسیجن کی مقدار کا ہماری صحت پر کس حد تک اثر ہے؟ یعنی سیر وغیرہ کے لیے باہر جانا اور تازہ آکسیجن کو اپنے اندر لے جانے سے ان امراض کے پیدا ہونے کے امکانات کم ہوتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: بالکل یہ بات درست ہے ایسے افراد جو تازہ آکسیجن لیتے ہیں ان میں ان امراض کے پیدا ہونے کے امکانات کم ہوجاتے ہیں۔ ان ممالک میں تو سیر کی پابندی کے لیے ایک طریق یہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے کہ گھر میں ایک جانور جیسے کتا وغیرہ رکھ لیں جسے آپ روزانہ ٹہلانے کے لیے باہر لے جائیں گے تو اس بہانے آپ کی سیر بھی ہوجائے گی۔ شادی شدہ افراد کو میرا مشورہ یہ ہوتا ہے روزانہ اپنی اہلیہ کے ساتھ شام کو سیر پر ضرور جائیں۔ اس طرح سے ایک تو اپنی اہلیہ کو وقت بھی دے سکیں گے، دوسرے دونوں کی صحت بھی اچھی ہوگی۔

گنجان شہروں میں رہنے والوں کے لیے تو تازہ آکسیجن میں سانس لینا مشکل ہوتا ہے لیکن ایسے افراد جو جنگلوں کے پاس رہتے ہیں یا شہری زندگی سے کچھ فاصلہ پر رہتے ہیں ان کے لیے تو تازہ آکسیجن میں سانس لینا بہت آسان ہوتا ہے۔شہر میں رہنے والوں کو چاہیے کہ ویک اینڈ پر ان صحت افزا علاقوں اور جگہوں پر جائیں اور وہاں سیر کریں۔ بچوں کو سیر کی عادت ڈالنے کے لیے والدین کو اپنا نمونہ قائم کرنا چاہیے۔ہر گھرانے میں ورزش یا سیر وغیرہ کی عادت ہونی چاہیے۔ہم احمدیوں کو تو خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی سیر کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں اور ان کا عملی نمونہ بھی ہمارے سامنے ہے جسے ہم احمدیوں کو اپنانا چاہیے۔

سوال: کیا فالج کے حملہ کی صورت میں اگر ابتدائی چند گھنٹوں میں ہومیو پیتھک دوا اُوپیم اور آرنیکا CM طاقت میں دے دی جائے تو بہت جلد افاقہ ہوتا ہے؟

ڈاکٹر صاحب: یہ دوائیں میرے پاس بھی ہیں۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا نسخہ ہے۔کئی ایلو پیتھک ڈاکٹرز ہومیو پیتھی پر ہنستے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ بس میٹھی گولیاں ہیں، ان سے کیا ہوگا۔ یہاں جو ڈاکٹرز بنتے ہیں وہ اس کو بے اثر جانتے ہیں اور جو تھوڑی بہت تحقیق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہومیو پیتھی کی اتنی کم طاقت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہومیو پیتھی اختیار نہ کرنے کی ایک وجہ معاشی بھی ہے کیونکہ اس میں پیسہ نہیں۔ یہ دوائیں بہت سستی تیار ہوجاتی ہیں۔ جبکہ ایلو پیتھک دوائیں ہومیو پیتھی کے مقابلہ میں خاصی مہنگی ہوتی ہیں۔کون سی فارما انڈسٹری چاہے گی کہ وہ ہومیو پیتھی میں پیسہ لگائے۔

سوال: دیکھا گیا ہے کہ بعض رسالوں میں ہر ماہ ایک دو مضامین ہومیو پیتھی کے خلاف چھپتے رہتے ہیں۔جس سے محسوس ہوتا ہے کہ ہومیو پیتھی کے خلاف لابی کام کر رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب: ہومیو پیتھی کے حق میں بھی مضامین شائع ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد اس کی مخالفت میں شائع ہونے والے مضامین سے بہت کم ہے۔ ظاہری بات ہے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2006ء کے موقع پر ریجن کی تیسری پوزیشن آنے پر (مکرم ڈاکٹر عبیدہ راشد صاحب، ناظم اطفال ریجن کو) سندِ خوشنودی عطا فرما رہے ہیں۔

کہ عام عوام کے لیے کم شائع ہونے والے مضامین پر اعتبار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ہم احمدیوں کو اس پر کام کرنا چاہیے۔ہم نے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بھی اس پر کام کرنے کے بارہ میں سوچا تھا۔

سوال: ہومیو پیتھی جرمنی کی ایجاد ہے اور اس کی تحقیق میں بڑے بڑے نام شامل ہیں لیکن اس کے باوجود جرمنی میں Alternative Medicine کی مخالفت کی کیا وجہ آپ سمجھتے ہیں اور آئندہ اس کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: Conventional Medicine چونکہ evidence کی بنیاد پر ہے اس لیے ساری دنیا اس پر عمل کر رہی ہے۔ Alternative Medicine کے کلینکس بھی ہیں لیکن عموماً اس طرف لوگ اس صورت میں جاتے ہیں جب وہ Conventional Medicine سے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔پھر وہ ہومیو پیتھی و دیگر متبادل طریقہ ہائے علاج کو آزماتے ہیں۔اس کی بھی لابی موجود ہے جو لوگوں کو اس طریقہ علاج کی طرف متوجہ کرتی ہے۔اس بارہ میں ہم احمدیوں کو مزید تحقیق کرنی چاہیے کیونکہ ہمارے پاس تحقیق کے لیے مریضوں کا بہت بڑا ریکارڈ موجود ہے۔خلافت کی برکت سے ہمارے پاس بہت سے اچھے نسخے موجود ہیں جو دیگر لوگوں کے پاس نہیں ہیں۔ دیگر ہومیو پیتھی کے ڈاکٹرز تو امتحانات پاس کر کے اپنا روزگار تو چلا رہے ہیں لیکن ان کے پاس اتنے مفید نسخے نہیں ہیں جو ہمارے پاس ہیں۔

سوال: کیا ہومیو پیتھی کو evidence کی بنیاد پر منوایا جا سکتا ہے؟

جواب، ڈاکٹر صاحب: بالکل کیا جا سکتا ہے اور اس سلسلہ میں مَیں نے کسی حد تک کوشش بھی کی ہے۔

سوال: آپ دل کے امراض کے لیے ہومیو پیتھی کے استعمال کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ یا اس کے لیے ہومیو پیتھی کے استعمال کو کس حد تک مفید سمجھتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: دل کے امراض کے لیے ہومیو پیتھی بہت ہی کارآمد ہے لیکن بدقسمتی سے دل کے امراض کے لیے ہومیو پیتھی کا بہت کم استعمال ہو رہا ہے۔چونکہ ایلو پیتھک ڈاکٹرز کو اس کے بارہ میں زیادہ علم نہیں ہے اس وجہ سے بھی وہ اس طریقہ علاج کو استعمال نہیں کرتے۔ اگر ان ڈاکٹرز کو بحیثیت کارڈیالوجسٹ ہومیو پیتھی کے استعمال کا مشورہ دیں گے تو وہ اس پر سنجیدگی سے غور نہیں کریں گے اور نہ استعمال کریں گے۔اس لیے ہومیو پیتھی پر بہت زیادہ تحقیق کرنا پڑے گی اور سائنسی ثبوت اکٹھا کرنا پڑیں گے۔اس کے لیے اسی طریقہ تحقیق کو اختیار کرنا پڑے گا جس طرح ایلو پیتھک ادویات کے لیے کیا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سند ملنے کے بعد اپنے والدِ محترم رانا خالد رشید صاحب کے ہمراہ

جاتا ہے۔ مَیں اس بارہ میں ذاتی طور پر کوشش کر رہا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہومیو پیتھی کتاب کا جرمن ترجمہ بھی کر رہا ہوں۔

دل کے امراض سے بچنے کے لیے ہومیو پیتھی میں نسخہ موجود ہے جو مَیں خود بھی استعمال کرتا ہوں۔ نہ صرف بیماری کی صورت میں بلکہ حفظِ ما تقدم کی دوائیں بھی استعمال کرنی چاہییں۔ جب آپ کی عمر چالیس سال یا اس سے زائد ہو جائے تو ہومیو پیتھی دوائیں استعمال کرنا شروع کر دیں۔ کیونکہ اس عمر کے بعد دل کے امراض پیدا ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

نوجوانوں کو نصیحت

سوال: آپ نے بہت محنت کی اور اپنی پڑھائی کو باوجود اپنی ذمہ داریوں کے بروقت مکمل کیا۔ اس لیے آپ نوجوانوں کو کیا کہنا چاہیں گے کہ وہ مشکلات کے باوجود کس طرح اپنی پڑھائی کو مکمل کریں۔

ڈاکٹر صاحب: جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بیان کیا کہ میں پندرہ سال کا ہوا تو مَیں نے جماعت کی خدمت شروع کر دی تھی۔ کوئی ویک اینڈ ہو یا کوئی جماعتی پروگرام ہو مَیں اس میں باقاعدگی سے شامل ہوتا تھا۔ سکول کی پڑھائی سے لے کر میڈیکل کی پڑھائی تک بھی جماعتی خدمت کی توفیق پاتا رہا۔ میڈیکل کی پڑھائی کے دوران میں ناظم اطفال تھا اور اطفال کی ملاقات کے ایک پروگرام میں ہماری مجلس کو تیسری پوزیشن کا انعام بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملا تھا۔ بتانے والی بات یہ ہے کہ تعلیم تو حاصل کرنی ہی ہے لیکن ساتھ جماعتی خدمت بھی کرنی ہے۔ جو ساتھ جماعت کی خدمت بھی کرے گا وہ برکتیں بھی سمیٹے گا۔ اس کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ میری کامیابی کا راز تو یہی ہے۔ سکول اور یونیورسٹی کی پڑھائی بہت مختلف ہے۔ سکول میں تو اساتذہ کی طرف سے بھی پڑھائی کرنے کے لیے کسی حد تک دباؤ ہوتا ہے لیکن یونیورسٹی کی پڑھائی میں خود اپنا نظم وضبط بنانا پڑتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس نے Abitur بہت اچھے نمبروں سے کیا ہے وہ یونیورسٹی کی پڑھائی میں بھی بہت اچھا ہو۔ میرا معاملہ تو بالکل اس سے متضاد تھا۔ مَیں سکول کی پڑھائی میں بہت اچھا نہیں تھا لیکن یونیورسٹی کی پڑھائی میں اچھا تھا۔ کیونکہ مَیں نے اپنے ڈسپلن پر سختی سے عمل کیا۔ اس کے علاوہ جو وقت بچتا تھا وہ میں جماعت کے لیے صَرف کرتا تھا۔

والدین کی توجہ کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ والد صاحب کی طرف سے بھی سختی ہوتی تھی اور مَیں تو ان کی اِسی سختی کا پھل کھا رہا ہوں اور خوش ہوں۔ والدین کی اسی سختی میں برکت ہوتی ہے کیونکہ اس کے ساتھ ان کی دعائیں بھی ہوتی ہیں۔ چونکہ والد صاحب کو میری پڑھائی کی نوعیت کا اندازہ نہیں تھا اس لیے وہ مجھے روزگار اور گھر کی ذمہ داریوں کی طرف زیادہ توجہ دلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ مَیں اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ والدین کی اطاعت میں گھر چلانے کے لیے کام بھی کیا کرتا تھا۔ ان کی مدد بھی کیا کرتا تھا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اس وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے برکتیں عطا کی ہیں۔

میرے والد دو تین سال کے تھے جب میرے دادا جان کی وفات ہوگئی تھی۔ پھر جوانی میں پاک وہند کی تقسیم کا زمانہ دیکھا۔ غربت کا زمانہ تھا۔ ابّو کے آٹھ بہن بھائی تھے۔ والد کا سایہ سر پر نہیں تھا۔ یہ ان کی اپنی کوشش تھی کہ ان نامساعد حالات کے باوجود انہوں نے ربوہ میں تعلیم حاصل کی۔ اُس زمانہ میں ایف اے جو کہ اچھی تعلیم تھی۔ اس کے بعد انہوں نے ائیرفورس میں ملازمت اختیار کر لی۔

ڈاکٹر صاحب! آپ کا بہت شکریہ، خداتعالیٰ سبھی نوجوانوں کو اسی طرح محنت، اطاعت اور خدمت کے جذبہ کے ساتھ اپنی زندگیاں بنانے اور گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(محترم ڈاکٹر عبیدہ رانا صاحب کے ساتھ ان کے گھر پر ہونے والی اس دلچسپ اور مفید نشست میں مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت جرمنی، مکرم سیّد افتخار احمد صاحب، مکرم آفاق احمد زاہد صاحب اور خاکسار محمد الیاس منیر مربی سلسلہ شریک گفتگو رہے)

مرتبہ: مدبر احمد خان

تاریخ جرمنی

تیرھویں صدی عیسوی کے بعد اگلی کئی صدیوں میں جرمنی کا کوئی حاکم زیادہ دیر ٹھہر نہ سکا۔ دوسری طرف منگولیا سے چنگیز خان کا پوتا باتو خان مشرقی یورپ میں خوب خون ریزی پھیلا رہا تھا۔ جرمنی کے سپاہیوں کے ایک Order نے حاکمِ وقت کی اجازت سے پولینڈ کے مشرقی حصے پر قبضہ کرلیا۔ یہ علاقہ Prussia کہلاتا تھا۔ یہاں بُت پرست، غیر مہذب قبائل آباد تھے۔ حاکمِ وقت نے قابضوں کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ اگر وہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو وہ وہاں حاکم ہوں گے۔ وہاں کے قابض بالآخر وہیں کے ہوگئے، اور یوں جرمنوں کی ایک نئی نسل، یعنی Prussians وجود میں آئے، جنہوں نے آگے چل کر تاریخ میں بہت اہمیت اختیار کی۔

اس افراتفری اور عدم استحکام کے دور میں طاقت صرف اور صرف Kurfürsten یعنی سات prince electors کے ہاتھ میں تھی۔اور یہی وجہ تھی کہ کوئی خاندان ان کے آگے ٹِک نہیں سکتا تھا۔اور کسی طاقتوَر آدمی کو یہ سات جچتے نہیں تھے۔سلطنت ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں منتقل ہوتی رہتی تھی۔ بلکہ ایک وقت میں دو بادشاہ بھی منتخب ہوئے جس کی وجہ سے ان دونوں میں جنگ ہوئی۔ اور تو اور ایک وقت میں برطانیہ کے ایک بادشاہ کو بھی جرمنی پر حاکم بنا دیا گیا۔

ساری طاقت prince-electors کے ہاتھ میں تھی، اور یہ ہر ممکنہ کوشش کرتے تھے کہ کوئی خاندان زیادہ طاقت یا اثرو رسوخ نہ پیدا کر لے۔ پھر Carl IV نے سنہ 1356ء میں ایک بہت اہم اور تاریخی دستاویز تیار کروائی۔ یہ جرمن رومن آئین تھا جو جرمنی کو دیا گیا، اور اس میں جرمن رومن بادشاہ اور قیصر کے انتخاب کا طریق بھی وضع کیا گیا تھا۔ اس کو Die Goldene Bulle کہا جاتا ہے، یعنی Golden Bull۔اس کی وجہِ تسمیہ اس کی سونے کی مہر تھی جو اس پر ثبت تھی۔ اس آئین کے مطابق اب کم و بیش سارے اختیارات prince-electors کو دے دیے گئے تھے۔

اس آئین نے سلطنت میں مزید عدم استحکام کو جنم دیا کیونکہ بادشاہ کی رہی سہی طاقت بھی بالکل زائل ہوگئی۔ پندرھویں صدی میں ایک بادشاہ نے عزم کیا کہ وہ روم جاکر قیصری تاج پہنے اور prince-electors کے خلاف آواز اٹھائے تو آدھے راستے میں ہی اس کا سب مال ختم ہوگیا اور اس کی فوج تتر بتر ہوگئی۔

لیکن اس کے ساتھ ہی پندرھویں صدی کے آغاز میں مشرق سے slavic قبائل ایک بار پھر اپنے پر تول رہے تھے۔ چونکہ یہ قبائل برطانیہ کی جنگی معاونت کر چکے تھے، اس لیے ان میں تنظیم پیدا ہو چکی تھی۔ پندرھویں صدی کی پہلی تین دہائیوں میں ان slavic قبائل نے حملوں کا آغاز کیا۔ اور یہ Baltic Sea تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ گو کہ خود ان حملہ آوروں میں دو دھڑے بن گئے اور ان میں آپسی جنگیں بھی شروع ہوگئیں، لیکن یہ سارا ماجرا تین prince-electors کے اپنے علاقوں یا ان کی حدود کے عین

Habsburg خاندان کا قیصر فریڈرک سوم۔ 1415-1493ء

سامنے میں ہو رہا تھا۔یعنی تین prince-electors کی اپنی مملکتیں اب خطرے میں تھیں۔ اب انہیں بادشاہ سے کم اور عدمِ استحکام سے زیادہ خطرہ لاحق تھا۔ لہٰذا prince-electors نے اب بادشاہت کو ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں منتقل کرنے کی ترکیب کو ترک کر دیا۔ Habsburg خاندان میں یوں کئی صدیوں تک بادشاہت قائم رہی اور اس کے ذریعے سلطنت مستحکم ہوتی گئی۔ اور جب تک جرمن رومن سلطنت قائم رہی، اس وقت تک قیصریت کا تاج بھی Habsburg کے خاندان کے ہی سر پر رہا۔

گو کہ جرمنی کے مغربی حصے کو Habsburg خاندان کی شکل میں استحکام مل گیا لیکن دریائے Elb کے مشرقی حصے میں اب بھی امن قائم نہیں ہوا تھا۔ وہاں کا استحصال جُوں کا تُوں جاری تھا۔ وہ علاقہ پسماندہ بھی تھا اور وہاں کی آبادی کسم پُرسی کی زندگی گزار رہی تھی۔ ایسے حالات کو تاریخ کے طالبِ علم آفت کا پیش خیمہ گردانتے ہیں۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

ملکی و عالمی خبریں

(منور علی شاہد)

جرمنی میں گرین کارڈ متعارف کرانے کا منصوبہ

یورپ کی سب سے بڑی معاشی و اقتصادی قوت جرمنی میں گرین کارڈ متعارف کرانے کے ایک منصوبے کا اعلان کیا گیا ہے۔اس منصوبے کا بنیادی مقصد جرمنی میں ہنر مند افرادی قوت کی کمی کو دور کرنا ہے۔ جرمنی کے لیبرمنسٹر ہو بیرٹس ہائیل نے سرکاری ریڈیو پر اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ اس گرین کارڈ کو چانسن کارٹے کا نام دیا گیا ہے جس کا مطلب مواقع فراہم کرنے والا کارڈ(Opportunity Card) ہے۔اس کارڈ کے حصول کے لئے چار شرائط رکھی گئیں ہیں درخواست دہندہ کے لیے کم از کم تین شرائط پورا کرنا لازم ہوگا۔

اوّل۔ یونیورسٹی ڈگری یا پیشہ وارانہ تربیت کا ہونا۔

دوم۔کم از کم تین سال پیشہ وارانہ تجربہ۔

سوم۔جرمن زبان کی مہارت یا قبل ازیں جرمنی میں رہائش۔

چہارم۔عمر 35 سال سے زائد نہ ہو۔لیبرمنسٹر کے مطابق حکومت ہرسال طلب کی بنیاد پر ایسے کارڈز کی تعداد کا تعین کیا کرے گی۔

پاکستانی سیلاب زدگان کی امداد

پاکستان میں بدترین سیلاب کے متاثرین کے لئے جرمن شہریوں کی جانب سے 16 ملین یورو کے عطیات سے مدد کی گئی ہے۔ اکٹھی کی گئی رقم سے ڈھائی لاکھ سیلاب زدگان کو پینے کا صاف پانی، اشیائے خوراک، کمبل، خیمے، ادویات اور حفظان صحت کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔اکاؤنٹ نمبر کے ذریعے عطیات اکٹھی کرنے والی دس جرمن تنظیموں کے اتحاد ہیلپس ایکشن Helps Action کی طرف سے امدادی سامان کی تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ امدادی تنظیم کے ترجمان نے پاکستان کے سیلاب زدہ علاقوں کا دَورہ کرنے کے بعد وہاں کے حالات بھی بتائے۔

کروڑوں سال پرانی مچھلی کے دل کی دریافت

ڈائنوسار سے بھی کروڑوں سال پرانی مچھلی کے دل کی دریافت ہوئی ہے۔محققین کے مطابق یہ 380 ملین سال پرانا ہے جو مچھلی کے اندر محفوظ تھا۔محققین کی رائے میں یہ دل خون پمپ کرنے والے عضو کے ارتقاء کے حوالے سے بہت اہم ہے جو انسانوں سمیت کمر کی ہڈی والے تمام جانوروں میں پایا جاتا ہے۔ یہ گوگو نامی مچھلی کا دل ہے جو اب ناپید ہے۔ یہ دریافت مغربی آسٹریلیا میں ہوئی ہے جس کا تذکرہ ایک سائنسی جریدے میں کیا گیا ہے۔

پانچ کروڑ انسان جدید غلامی کا شکار

اقوام متحدہ کی ایک تازہ تحقیقی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ 2016ء سے 2021ء تک کے درمیانی عرصہ میں جبری مشقت اور جبری شادیوں کا شکار ہونے والے انسانوں کی تعداد میں 10 ملین کا اضافہ ہوا ہے۔رپورٹ کے مطابق تقریباً پانچ کروڑ افراد جبری شادیوں اور جبری مشقت کا شکار ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال کے آخر تک 28 ملین انسان جدید غلامی کا شکار ہو چکے تھے۔ 22 ملین مرد و خواتین کو جبری شادیوں کے بندھن میں باندھا گیا۔ ادارے کے سربراہ نے اس امر پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں جدید غلامی کی صورتحال میں کوئی بہتری نہیں آرہی۔

موسمیاتی تبدیلیاں اور غذائی قلت

دنیا بھر میں ہونے والی موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث ترقی پذیر ممالک میں غذائی قلت کا شکار افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ غیر سرکاری برطانوی تنظیم آکسفیم(Oxfam) کی ایک رپورٹ کے مطابق موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث غذائی قلت کا شکار افراد کی تعداد دُگنی سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ادغانستان، برکینیا، فاسو، جبوتی، گوئٹے مالا، ہیٹی، کینیا، مڈغاسکر، صومالیہ، زمبابوے اور نائجر ممالک میں گزشتہ چھ سالوں میں غذائی بحران میں 123 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

صحافیوں کے حقوق اور نئے یورپی قوانین

یورپی کمیشن نے صحافیوں اور پریس کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے جمعہ 16 ستمبر کو ایک نئے قانون کا پیکج پیش کیا ہے جس کو یورپی میڈیا فریڈم ایکٹ (ای ایم ایف اے) کا نام دیا گیا ہے۔اس قانونی مسودے کا مقصد رکن ممالک میں صحافتی مسائل سے نپٹنا ہے، اس مسودے سے ان رکن ممالک کو پیغام بھیجا گیا ہے جنہوں نے اپنے اپنے ملک میں ذرائع ابلاغ کو پریشان کر رکھا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یورپی کمیشن کی صدر ارزولا فان ڈیر لائن نے 2021ء میں میڈیا کی آزادی کو خطرے میں ڈالنے والوں کو روکنے کی اہمیت پر زور دیا تھا۔

ادبی صفحہ
مدبّر احمد خان

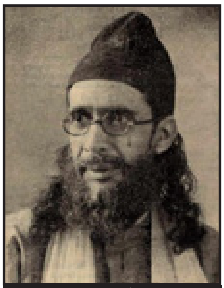

خواجہ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی صاحب کی نثر کے کچھ نمونے

کتاب۔ چٹکیاں اور گُد گُدیاں، نئی دل لگی

عشق باز ٹِڈّہ

ہزاروں لاکھوں ننھی سی جان کے کیڑوں پتنگوں میں ٹڈہ ایک بڑے جسم اور بڑی جان کا عشق باز ہے اور پروانے آتے ہیں تو روشنی کے گرد طواف کرتے ہیں، بے قرار ہو ہو کر چمنی سے سر ٹکراتے ہیں۔ ٹڈے کی شان نرالی ہے۔ یہ گھورتا ہے، مونچھوں کو بل دیتا ہے اور اچک کر ایک حملہ کرتا ہے۔ سمجھتا ہو گا میں ٹکر مار کر روشنی کو فتح کر لوں گا۔ سب کم ذات چھوٹے رقیبوں کی آنکھ میں خاک ڈال کر اپنی محبوبہ کو اڑا کر لے جاؤں گا اور آکھ کے درخت پر بیٹھ کر اس کو گلے لگاؤں گا۔ میرے گیت سن کر روشنی ہمیشہ ہمیشہ کو میری تابعدار بن جائے گی۔

پر ہائے عشق کے کوچہ میں کس کا خیال پورا ہوا ہے۔ کس کی آرزو بر آئی ہے۔ کون بامراد رہا ہے جو ٹڈہ کا ارمان پورا ہوتا۔ حسرت نصیب اچک اچک، پدک پھدک کر، گھور گھور کر رہ جاتا ہے اور نور پر قبضہ میسر نہیں آتا۔

مجھ کو ان عاشق زار کیڑوں نے بہت ستایا ہے۔ میرے رات کے مطالعہ میں یہ شریر بڑا رخنہ ڈالتے ہیں۔ سر کے بالوں میں آنکھوں میں کانوں میں گھسے چلے آتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ بھئی آدمی کے سر کیوں ہوتے ہو جس پر جی آیا ہے اس کے پاس جاؤ، اس سے ملنے کی کوشش کرو۔

مگر وہ تو زمانہ کی تاثیر ہے۔ آج کل ہر عشق باز باتون اور لسّان ہو گیا ہے۔ جان دینے اور معشوق پر قربان ہو جانے کی ہمت جانوروں تک میں نہیں۔ اب وہ وقت گیا۔ شیخ سعدی نے بلبل کو پروانے کی سرفروشی کا طعنہ دیا تھا اور کہا تھا کہ عشق پروانے سے سیکھ، کہ بولتا نہیں ایک دفعہ آکر جان دے دیتا ہے۔ اب تو پروانے بھی آتے ہیں تو آدمیوں کو ستاتے ہیں۔ ان کے ناک کان میں گھستے ہیں، تاکہ وہ ان کی عشق بازی سے آگاہ ہو جائیں۔ نمود کا شوق آدمیوں سے گزر کر جانوروں تک میں سرایت کر گیا۔ ان دنوں ہر ہستی دکھاوے اور ریا کاری کی مشتاق ہے۔ یہ کیڑے صرف اپنے عشق کا اظہار کرنے کو آدمی پر گرے پڑتے ہیں تاکہ اس کو علم ہو جائے کہ ان کو روشنی سے محبّت ہے۔

ساربان ابن ساربان

تمہارے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان کا ہم قافیہ ساربان ابن ساربان ہوں۔ اونٹ چلاتا ہوں۔ اونٹ کی محنت پر میری زندگی کا دارومدار ہے۔ دیکھو میرے پیچھے اونٹوں کی ایک قطار چلی آتی ہے۔ ہر اونٹ کی نکیل دوسرے کی دُم سے بندھی ہوئی ہے۔ اور بے چارا چُپ چاپ گردن جھکائے، آگے والے اُونٹ کے قدم بقدم چلا آتا ہے۔

راستے میں ایک منطقی صاحب ملے تھے۔ بولے کیوں بھئی اونٹو! تمہاری پیٹھ پر کیا لدا ہوا ہے اور تم کہاں جاتے ہو؟ سب نے کہا اس کی خبر ہمارے ساربان ابن ساربان کو ہے۔ اس نے جو کچھ لاد دیا ہے۔ ہم نے لاد لیا ہے۔ وہ جہاں لے چلے گا، وہاں چلے جائیں گے۔ منطقی نے کہا تم کو معلوم کرنا چاہیے تھا کہ کہاں کا ارادہ ہے اور پُشت پر کیا چیز لادی ہے۔ یہ سن کر ایک اونٹ نے کیا خوب جواب دیا کہ آپ کے کالجوں اور اسکولوں میں جو شُتر زادے کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ایک دوسرے کی دُم سے بندھے جا رہے ہیں۔ ان سے بھی کبھی پوچھا کہ کہاں جاو گے اور تم پر کیا لدا ہوا ہے؟

تم کو پہلے اپنے گھریلو شُترانِ بے مہار کی خبر لینی چاہیے۔ اس کے بعد ہم جانوروں تک آنا۔ منطقی صاحب لاجواب ہو گئے اور اونٹ ساربان ابن ساربان کے پیچھے بڑبڑاتے چلے گئے۔

بمب

خواجہ میر دردؔ نے فرمایا تھا۔ درد جس پہلو سے اُٹھو درد ہے۔ اب درد و نیاز کا وقت نہیں ہے، قسمت نے بمب کا دَور دکھایا ہے۔ یہ بھی اس مصرعہ کا شریک معلوم ہوتا ہے۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ ''بمب جس پہلو سے اُٹھو بمب ہے''۔

عید کی جُوتی

ہائے میری پیاری دلی کی پیاری پیاری نازک اندام وصلی کی جوتی چشمِ بدّور خدا نے اس کا نصیبہ جگایا۔ بارہ برس پیچھے دن پھرے۔ دلی والوں نے اٹھا کر سر پر رکھا۔ وصلی کی جوتی کی کیا بات ہے درحقیقت جوتی ہے۔ کیسی بھولی بھالی۔ کیسی ہریالی متوالی۔ ولائتی بوٹ کی طرح خرانٹ نہیں، پل شل نہیں۔ دیکھنے میں دیدار، پہننے میں سکھ دینے والی۔

ولائتی جوتوں کے دام پوچھو گیارہ روپے سے بھی کچھ اوپر۔ اس جھجھما کی قیمت تین چار، حد سے حد پانچ چھ۔ دام کم کام بڑھیا۔ پرانی ہو جائے تو آٹھ دس آنے کو آنکھ بند کر کے بک سکتی ہے، مگر یہ بوٹ بگڑے پیچھے کوڑی کام کا نہیں۔

ذرا نام ہی خیال کرنا۔ 'وصلی'، ہائے 'وصلی'، میں وصال کا اشارہ ہے، یعنی وصلی کی جوتی پہنو تو دام کم خرچ ہوں گے اور دام کم خرچ ہوں گے تو مطمئن رہے گا۔ دل کا اطمینان وصالِ حقیقی ہے، ولائتی جوتا موسمی اور 'فصلی' جوتا ہے۔ فصل جدائی کو بھی کہتے ہیں 'فصلی' بخار کا نام بھی ہے۔

صاحب ہم نے تو اس شعر کو دل دیا ہے؛

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

پاکستانی سیلاب زدگان کے لیے ہیومینیٹی فرسٹ کا عطیہ

ہیومینیٹی فرسٹ کے نمائندہ وفد کی قونصل جنرل آف پاکستان سے ملاقات

(رپورٹ: عرفان احمد خان، ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی)

پاکستان میں آنے والے حالیہ تباہ کن سیلاب جس سے ملک کا تیس فیصد حصہ شدید متاثر ہوا اور پورے پورے گاؤں سیلاب میں بہہ گئے ہیں حکومتِ پاکستان نے پوری دنیا سے مدد کی اپیل کی ہے۔ جرمنی میں قائم خدمت گار تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ حکومتی اپیل سے پہلے ہی حرکت میں آچکی تھی اور پہلے سیلابی ریلے کی اطلاع عام ہونے پر امدادی سرگرمیاں شروع کر دی تھیں۔ اب جبکہ حکومتِ پاکستان نے وزیرِاعظم ریلیف فنڈ قائم کر کے بیرونی دنیا میں رہنے والے پاکستانیوں سے مدد کی اپیل کی ہے ہیومینیٹی فرسٹ نے اپنی طرف سے جاری امدادی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ حکومت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وزیرِاعظم ریلیف فنڈ میں 25 ہزار یورو دینے کا فیصلہ کیا اور امدادی کاموں میں حکومت کا ہاتھ بٹانے اور ایک ساتھ امدادی کارروائیاں جاری رکھنے کے لیے اپنا تعاون پیش کیا۔ اس سلسلہ میں ہیومینیٹی فرسٹ کے ایک نمائندہ وفد نے مورخہ 22ستمبر کو قونصل جنرل آف پاکستان جناب زاہدحسین صاحب سے قونصلیٹ آفس میں ملاقات کی۔ اس وفد میں ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کے چیئرمین جناب اطہر زبیر، وائس چیرمین جناب حماد ہیرٹر، انچارج شعبہ ڈیزاسٹر ریلیف ڈیپارٹمنٹ جناب محمد منور عابد، جناب باسر احمد اور خاکسار شامل تھے۔ جبکہ قونصل جنرل کی معاونت کے لیے وائس قونصل جنرل، ہیڈ آف چانسلری جناب شفاعت کلیم خان موجود تھے۔ وفد کا قونصلیٹ میں پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ ایک دوسرے سے باہمی تعارف کے بعد چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ نے قونصل جنرل کو اس کام کی تفصیل سے آگاہ کیا جو سیلاب زدہ علاقوں میں وہ اپنے ذرائع سے کر چکے ہیں اور جو ابھی جاری ہیں۔ قونصل جنرل جناب زاہد حسین کو بتایا گیا کہ فوری طور پر ایک لاکھ یورو کا فوری امدادی سامان اور خوراک ہم نے تقسیم کرنے کا بندوبست کیا۔ دوسرے مرحلہ پر میڈیکل کی ٹیمیں تیار ہیں۔ میدانِ عمل میں ہیومینیٹی فرسٹ کو کام کرنے میں بعض رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ جونہی وہ دور ہوگئیں ہماری ٹیم طبّی امداد کے میدان میں بھی سرگرم ہوجائے گی۔ تیسرے مرحلہ میں مکانات کی مرمت اور تعمیرِ نَو کا کام ہے جس کے لیے ہمارے انجینیرز پلاننگ میں مصروف ہیں۔ اس موقع پر چیئرمین صاحب نے جناب زاہد حسین صاحب کو ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کی طرف سے جاری انٹرنیشنل پروجیکٹس سے بھی متعارف کروایا۔

☆... جرمنی میں گزشتہ سال سیلاب کے دوران کیے جانے والے امدادی کام

☆... گزشتہ تین ماہ سے پولینڈ اور یوکرائن کے باڈر پر قائم امدادی کیمپ

☆... 2005ء کے آزاد کشمیر کے زلزلہ میں دو ملین یورو سے زائد کا گراؤنڈ ورک

☆... تھر، سندھ میں 500واٹر پمپ لگانے کی سکیم

مزید برآں افریقین ممالک میں جاری بعض سکیموں کی تفصیل سے بھی آگاہ کیا۔ قونصل جنرل جناب زاہد حسین نے بتایا کہ میں پاکستان میں ہوتے ہوئے اور بیرونی مشنوں میں تعیناتی کے دوران ہیومینیٹی فرسٹ کے کام سے آگاہ رہا ہوں اور آپ کی کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ آپ کی خدمتِ انسانیت کوششوں میں برکت ڈالے اور آپ کو پہلے سے بڑھ کر کام کرنے کی توفیق دے۔ حکومتِ پاکستان کو اس وقت ادویات کی کمی کا سامنا ہے۔ جرمنی میں بھی ادویات کے حصول کی کوشش کی جارہی ہے۔ ہیومینیٹی فرسٹ بھی اس کوشش میں تعاون کرسکتی ہے۔

اس موقع پر ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے قونصل جنرل کی خدمت میں نیشنل بنک آف پاکستان فرانکفرٹ میں کھولے جانے والے سپیشل اکاؤنٹ میں جمع کروائے جانے والے 25ہزار یورو کی بنک سے تصدیق شدہ رسید کا عکس پیش کیا گیا۔ قونصل جنرل نے اراکینِ وفد کی چائے اور لوازمات سے تواضع کی جس کے دوران ہیومینیٹی فرسٹ کے انتظامی سیٹ اپ، کام کے طریق کار نیز انٹرنیشنل امدادی سرگرمیوں پر تبادلہ خیال جاری رہا مزید برآں باہمی تعاون کے امکانات کا بھی جائزہ لیا گیا۔ غرض یہ ملاقات انتہائی خوشگوار اور دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ مکرم جناب شفاعت کلیم وائس قونصل، ہیڈ آف چانسلری نے ملاقات کی غرض سے آنے والے وفد کو قونصلیٹ کے بیرونی گیٹ تک ساتھ تشریف لاکر گرم جوشی سے رخصت کیا۔ یاد رہے کہ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی جماعت احمدیہ جرمنی کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔

جماعتِ احمدیہ جرمنی کے زیرِ نگرانی کام کرنے والی سماجی بہبود اور مدد کی تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے وزیرِاعظم فنڈ میں 25 ہزار یورو عطیہ کرنے کی خبر پاکستان ٹیلی ویژن PTV پر بھی نشر ہوئی۔ اس کے علاوہ روزنامہ جنگ، دنیا، اساس، ممتاز، ڈیلی ایکسپریس، نئی بات، روزنامہ K2، اوصاف، مشرق، روزنامہ جہاں اور جہانِ پاکستان نے تصاویر کے ساتھ خبر کو نمایاں طور پرشائع کیا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدیمی، محنتی و مخلص خادم

محترم سمیع اللہ سیال صاحب

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدیمی، محنتی و مخلص خادم محترم سمیع اللہ سیال صاحب مؤرخہ 14 ستمبر 2022ء کو بعمر 89 سال بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پاگئے،

اناللہ واناالیہ راجعون

پون صدی کے قریب بحیثیت واقف زندگی آپ کا سفرِ حیات خدماتِ دینیہ سے معمور ہے۔ ربوہ میں ہر موقع پر کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کرتے نظر آتے۔ آپ کے والد بزرگوار محترم رحمت اللہ سیال صاحب کو 1938ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت ملی تھی۔ اس وقت مرحوم کی عمر صرف چار سال تھی۔ جب بیعت کا علم اہلیہ کو ہوا تو انہوں نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور بچے کو ساتھ لے کر چلی گئیں۔ جب یہ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو حضورؓ نے آپ کے والد صاحب سے فرمایا کہ آپ مقدمہ کریں اور بچہ واپس لیں۔ چنانچہ مقدمہ کر کے بچہ لے لیا گیا۔ اس طرح آپ اپنے والد صاحب کی کفالت میں آگئے اور انہوں نے ہی آپ کی پرورش کی۔ آپ کے والد صاحب 1947ء میں فسادات کے دوران شہید ہوگئے تھے۔ اس کے بعد آپ کے سب غیر احمدی رشتہ داروں نے سیال صاحب کو واپس لانے اور جماعت سے دور ہٹانے کی کوشش کی لیکن آپ نے احمدیت نہ چھوڑی۔ اُس وقت آپ زیرِ تعلیم تھے چنانچہ رشتہ داروں نے کہا کہ ہم تمہارے تمام دنیاوی اور تعلیمی اخراجات اُٹھائیں گے۔ لیکن احمدیت سے محبّت اور اس کی سچائی پر یقین ہونے کی وجہ سے انہیں جواب دیا کہ اگر مَیں بھوکا بھی مر جاؤں پھر بھی احمدیت نہیں چھوڑوں گا اور پھر ہمیشہ اپنے اس ایمان پر قائم رہے۔

آپ نے 1949ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک، 1954ء میں تعلیم الاسلام کالج سے بی اے اور 1956ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے شماریات کیا۔ 1949ء میں جب آپ میٹرک میں ہی تھے تو اپنی زندگی وقف کر دی تھی پھر اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے پر 1953ء میں آپ کا دفاتر میں ابتدائی تقرر ہوا۔ 1960ء سے 63ء تک سیرالیون میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو وکیل الزراعت اور صنعت و تجارت مقرر فرمایا۔ 88ء سے 99ء تک بطور وکیل الدیوان اور 99ء سے 2012ء تک کو وکیل الزراعت اور صنعت و تجارت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اور 2012ء سے وفات تک آپ وکیل الزراعت تھے۔ علاوہ ازیں صدر انجمن کی اور تحریکِ جدید کی بہت ساری کمیٹیوں کے ممبر تھے اور بعض رجسٹرڈ کمپنیوں کے ڈائریکٹر بھی تھے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ میں بھی متعدد شعبوں کے مہتمم کے طور پر ان کو بڑا لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔

مرحوم بہت نیک، ہمدرد، غرباء پرور، مہمان نواز اور متوکّل شخص تھے۔ کسی قسم کی مشکلات آتیں تھیں تو خدا کے آگے جھک جاتے اور بہت پُرسوز دعائیں کرتے۔ بعض اوقات گھر میں کوئی کام ہوتا اور اس کے مقابلہ پر جماعتی ذمہ داری ہوتی تو اس وقت وہ جماعت کے کام کی طرف نکل جاتے اور اپنے گھریلو مسائل کو اللہ کے سپرد کر دیتے۔ اگرچہ ہر کام میں ہی اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے مگر خلیفۂ وقت کا ارشاد ہوتا تو اس کی بات ہی اور ہوتی، کیونکہ خلیفہ وقت کے ساتھ گہری عقیدت و محبّت کا تعلق تھا، ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہر لفظ کی بیش بہا قدر و قیمت ان کے دل و دماغ میں ہوتی۔ اس بارہ میں بتایا کرتے تھے کہ "جب ابتداء میں وقف کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت چرچل دوسری مرتبہ اَسّی سال کی عمر میں وزیراعظم بنا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ہمیں فرمایا کہ ''اگر چرچل اَسّی سال کی عمر میں وزیراعظم بن سکتا ہے تو تم جماعت کی خدمت اتنے عرصہ تک کیوں نہیں کر سکتے۔ تو اس بات سے مَیں نے نتیجہ نکالا تھا اس وقت بھی، کہ ہم جتنے بھی لوگ ہیں اس گروپ میں شامل وقفِ زندگی تو کم از کم اَسّی سال کی عمر تو ہماری ضرور ہوگی اور اللہ تعالیٰ اَسّی سال تک خدمت کرنے کی بھی توفیق دے گا''۔

چنانچہ مرحوم نے اپنے دو ساتھیوں محترم چودھری حمید اللہ صاحب اور چودھری مبارک مصلح الدین صاحب سمیت اَسّی سال سے زائد عمر پائی اور آخر دَم تک خدمتِ دین سے منسلک رہے، الحمدللہ۔

مرحوم کے لواحقین میں اہلیہ، دو بیٹے اور ایک لے پالک بیٹی بھی ہیں جن کی شادی مربی سلسلہ کے ساتھ کی۔ ایک کینیڈا میں ڈاکٹر ہیں اور دوسرے افتخار اللہ سیال صاحب تحریکِ جدید ربوہ میں وقفِ زندگی ہیں۔

دلچسپ سائنسی خبریں

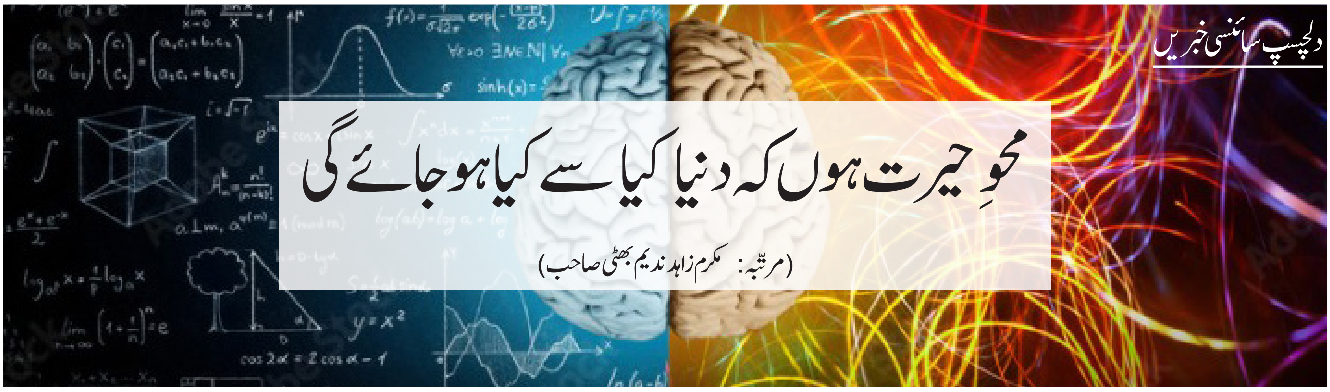

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

مکھیوں کے چھتے میں لہر نما حرکت کا محرک

Journal of experimental biology میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق شہد کی مکھیوں کے چھتے میں جو لہر نما حرکت نظر آتی ہے اس کا محرک چھتے کی جانب بڑھتا ہوا کوئی ممکنہ خطرہ ہوا کرتا ہے۔ مکھیاں کسی خطرے کو بھانپتے ہوئے یکجا ہو کر قطار اندر قطار اپنے پیٹ کو کچھ بلند کرتی ہیں۔ اس طرح وہ ایک جانب تمام سپاہیوں کو چھتے کی حفاظت کیلئے تیار ہوشیار باش کرتی ہیں تو دوسری جانب اپنے شکاری کو تنبیہ کرتی ہیں کہ ہم غافل نہیں[1]۔

کینیا کے ماحول دوست درخت

یوں تو تمام درخت اپنی آکسیجن خارج کرنے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے ماحول دوست ہوتے ہیں لیکن کینیا کے جنگلوں میں پایا جانے والا mangrove نامی درخت نمکیات سے بھرپور تھور زدہ مٹی میں اگنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس طرح ایک طرف یہ درخت ماحول کو صاف کرتا تو دوسری طرف زمین سے نمکیات کی زیادہ مقدار جذب کر کے اسے دیگر فصلوں کی کاشت کے لیے موزوں بناتا ہے[2]۔

DOLIMAC/ISTOCK/GETTY IMAGES PLUS

کرپٹو کرنسی کیا ہے؟

گذشتہ ایک سال میں کرپٹو کرنسی کی مارکیٹ کا حجم تقریباً دو کھرب امریکی ڈالرز تک پہنچ چکا ہے اور تمام تر پابندیوں اور نگرانیوں سے قطع نظر کرپٹو کرنسی کی مارکیٹ میں وسعت آتی جا رہی ہے۔ کرپٹو کرنسی پر کسی بھی ملک، کمپنی یا مرکزی بینک کا کنٹرول نہیں ہے۔ مرکزیت کم کرنے کے نظریے پر عمل پیرا کرپٹو کرنسی میں خرید و فروخت میں کسی بروکر کی ضرورت نہیں ہوتی اور کوئی ادارہ اس کی تصدیق بھی نہیں کرتا۔ کمپیوٹرز کے ایک بہت بڑے نیٹ ورک، جن کے نوڈز پوری دنیا

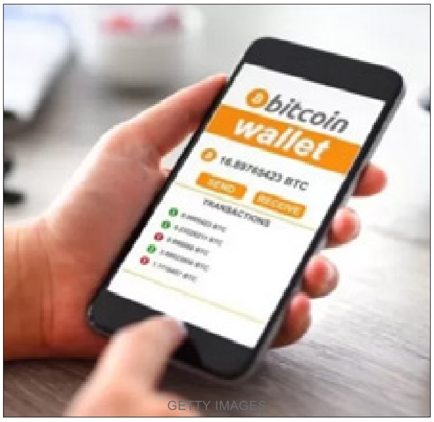

GETTY IMAGES

میں پھیلے ہوئے ہیں، کی مدد سے رقم کی منتقلی سے متعلق معلومات کی حفاظت کی خفیہ نگرانی کی جاتی ہے۔ اس نظام میں لاکھوں ڈالرز گردش کر رہے ہوتے ہیں اور اس عمل پر نظر رکھنا حکومتوں، مرکزی بینکوں اور ریگولیٹری اداروں کے لیے تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے حامیوں کے مطابق یہ انٹرنیٹ کی طرح دنیا کو بدل کر رکھ دے گی جبکہ ناقدین اسے مکمل فراڈ قرار دیتے ہیں[3]۔

کورونا اور وقت گزرنے کا احساس

University of Quebec City کے ساتھ منسلک سائیکالوجیسٹ جناب Simon Grondin کے مطابق کورونا کے درمیان لاک ڈاؤنز سے انسانوں کے وقت گزرنے کا احساس شدید متاثر ہوا ہے۔ اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے وقت گزرنے کے احساس کا تعلق ہماری روٹین اور دن بھر کے واقعات سے بہت گہرا ہوتا ہے۔ اگر دن بھر کے معمولات میں سے اکثر اچانک ختم ہو جائیں تو وقت گزرنے کا احساس متاثر ہوتا ہے[4]۔

CUHEEKAI/ISTOCK/GETTY IMAGES PLUS

1-S. Vijayan et al. Defensive shimmering responses in Apis dorsata are triggered by dark stimuli moving against a bright background. Journal of Experimental Biology. Vol. 225, September 2022, p. jeb244716. doi: 10.1242/jeb.244716.

2- https://www.sciencenews.org/article/kenya-mangrove-trees-forest-carbon-storage-climate

3-https://www.bbc.com/urdu/world-57384316

4-https://www.sciencenews.org/article/pandemic-living-distorts-time-sense

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

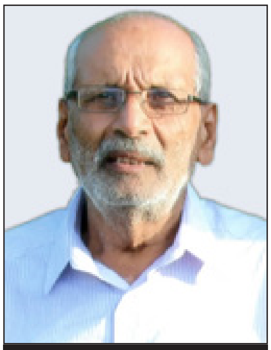

مکرم چودھری عبیداللہ صاحب

جب ذکر چھِڑا اُس کا سب ہو گئے 'رنجیدہ'

دو مخلصینِ جماعت کا ذکرِ خیر

مکرم احسن قدیر بھٹی صاحب

مکرم چودھری عبیداللہ صاحب

25 اگست 2022ء کو ایک غریب الطبع، فقیر منش، خاموش مگر خوش گفتار و خوش اخلاق شخص، دوست دشمن سب کا غمگسار وجود محترم چودھری عبیداللہ صاحب ہمیں غمزدہ چھوڑ کر دارِ فانی کو سدھارے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم 28 مئی 1946ء کو مکرم چودھری عطاء اللہ صاحب نمبر دار چک 9 پنیار کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت غلام رسول صاحبؓ اور پڑ دادا حضرت چودھری حاکم علی صاحبؓ دونوں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے، آپ کے پڑدادا کو تو یہ سعادت حاصل بھی ہوئی کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مرتبہ مخالفانہ حالات کے پیش نظر ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ نے بھی حضور علیہ السلام کو اپنے گاؤں آنے کی پیشکش کی جسے حضورؑ نے منظور بھی فرمالیا۔ اس واقعہ کو یاد کرتے ہوئے حضرت چودھری حاکم علی صاحبؓ نے تحریر فرمایا ہے:

''میں نے بھی کہا حضورؑ میرے گاؤں میں تشریف لے چلیں۔ وہ سالم گاؤں ہمارا ہے اور کسی کا دخل نہیں اور اپنے مکان موجود ہیں۔ اور وہ ایک ایسی جگہ ہے کہ حکام کا بھی کم دخل ہے اور زمیندارہ رنگ میں گویا حکومت بھی اپنی ہی ہے۔ حضرت صاحبؑ نے پوچھا وہاں ضروریات مل جاتی ہیں؟ مَیں نے کہا رَسد وغیرہ سب گھر کی اپنی کافی ہوتی ہے۔ اور ویسے وہاں سے ایک قصبہ (جلال پور جٹاں۔ ناقل) تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے۔ جہاں سے ہر قسم کی ضروریات مل سکتی ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے کہا اچھا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ جہاں اللہ لے جائے گا وہیں جائیں گے''۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 127-125 روایت نمبر 135)

حضرت مسیح موعودؑ نے ہجرت تو نہ کی مگر چودھری حاکم علی صاحبؓ کو اس کا اجر بہرحال ملا کہ آپ کو خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کی اس طرح توفیق عطا ہوئی کہ آپؓ نے اپنے گاؤں 9 چک پنیار میں بہت سے احمدیوں کو بسایا اور اس چک کو آپؓ کے غلاموں سے آباد کیا۔ آج اس چک کی آبادی ان کی کوششوں کی ہی مرہونِ منت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو بے شمار برکتوں اور نعمتوں سے نوازا۔

مکرم چودھری عبیداللہ صاحب 1980ء میں جرمنی آئے۔ پہلے من ہائم پھر آخن منتقل ہوئے بعد ازاں Hamm Sieg (جماعت Herford) آ کر آباد ہوئے۔ یہاں آپ ایک لمبا عرصہ صدر جماعت رہے۔ 2012ء میں پہلے اوفن باخ اور پھر اپنے بیٹے کے پاس میونخ منتقل ہو گئے اور آخری وقت تک یہیں رہے۔

ہر کسی کی خدمت اور مدد کو تیار رہتے مگر جماعتی اُصولوں پر کبھی سمجھوتہ نہ کیا۔ مرحوم موصی اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ آپ جہاں بھی رہے، مسجد یا نماز سنٹر میں باقاعدگی سے نمازوں کی ادائیگی کے لئے پہنچتے۔ آخری عمر میں جب آپ میونخ میں تھے، آپ کا گھر مسجد سے کافی دور تھا اور آپ بیمار بھی رہنے لگ گئے تھے مگر اس کے باوجود آپ کم از کم ایک مرتبہ ضرور نماز کے لئے بروقت پہنچتے۔ رمضان میں روزوں کی باقاعدگی کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بھی بیٹھتے تھے۔ اِعتکاف بیٹھتے تو پوری طرح اس کا حق ادا کرتے اور اس دوران کبھی کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔ اگر نہایت ضروری بات کرنی مقصود ہوتی تو لکھ کر کرتے۔ چندہ کی ادائیگی میں نیک اور اعلیٰ نمونہ تھے اور دوسروں سے چندہ وصول کرنے کا انہوں نے ایک انوکھا اصول وضع کیا تھا کہ احباب کی چندہ کی رسید کاٹ کر اس کے ہاتھ میں تھما دیتے جس پر اکثر لوگ ادائیگی کر دیتے لیکن اگر کوئی ادائیگی نہ بھی کرتا تو بھی پروانہ کرتے تھے۔ جب بھی کوئی نیا احمدی ان کے علاقہ میں آتا تو فوراً اُس کے گھر پہنچتے اور یہ انتظار نہ کرتے کہ وہ خود رابطہ کرے گا۔ جماعتی پروگرام میں ہر صورت پہنچتے خواہ موسم کتنا ہی خراب ہو۔ تبلیغ میں بھی پیش پیش تھے ہمیشہ تبلیغی سٹال لگاتے۔ جرمنوں کے ساتھ بہت سی میٹنگ میں ہدایت اللہ ہبش صاحب کو بلاتے تھے۔ کہتے تھے اس شخص کی زبان میں اثر ہے۔ 1989ء کو جماعت Kirchhundem کی جوبلی جماعت کے ساتھ مل کر منائی۔ دونوں جماعتوں کا فاصلہ تقریباً 50 کلومیٹر تھا مگر مکرم چودھری عبیداللہ صاحب اور مکرم امتیاز صاحب (حال کینیڈا) نے اپنی گاڑیوں میں دو تین چکر لگا کر تمام احباب وخواتین کو اس بابرکت پروگرام میں شامل کیا اور دونوں جماعتوں نے مل کر جوبلی منائی۔

مربیان اور جماعتی عہدیداران سے محبّت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ سادگی انتہا درجہ کی تھی ایک مربی صاحب نے بتایا کہ ایک جماعتی پروگرام کے سلسلہ میں رات ان کے گھر قیام تھا۔ رات کھانا کے بعد انہیں سیر کے لئے چلنے کو کہا تو اسی وقت ساتھ ہو لیے۔ کئی کلومیٹر نشیب وفراز طے کرنے کے بعد واپس جب گھر کے قریب آئے اور مربی صاحب کی نظر اچانک ان کے پاؤں پر پڑی تو دیکھا کہ محض چپل پہنے ہوئے تھے جس کی وجہ سے چلنا آسان

نہ تھا۔ مربی صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا؟ کہنے لگے آپ نے کہا تو مَیں اسی طرح اور اسی وقت نکل کھڑا ہوا۔ تعلق نبھانا بھی آپ پر ختم تھا، ان کی جماعت کے ایک دوست مکرم مظہر اقبال صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ اس وقت چودھری عبیداللہ صاحب میونخ منتقل ہو چکے تھے۔ مگر ایک پرانے دوست کی دعوت پر خصوصی طور پر اتنی دور سے گاڑی کرایہ پر لے کر اپنے دوست کے بیٹے کی شادی میں پہنچے اور یوں پرانے تعلق اور دوستی کا حق نبھایا۔

27 اگست 2022ء کو ناصر باغ میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں کثیر احباب نے شرکت کی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ سبھی شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے، آمین۔ (چودھری عظمت علی)

مکرم اَحسن قدیر بھٹی صاحب کی یاد میں!

اُذکروا موتاکم کی تعمیل میں ایک ایسے گوہر نایاب کا ذکرِ خیر کرنا مقصود ہے جس کی پیاری اور اَنمٹ یادیں ناقابل فراموش ہیں۔ مرحوم احسن قدیر بھٹی میرا چچازاد تھا مگر بھائیوں سے بڑھ کر تعلق تھا۔ یوں لگتا ہے جیسے پلک جھپکنے میں آیا اور چلا گیا۔ جاتے ہوئے اپنی یادوں کے اَنمٹ نقوش چھوڑ گیا۔ احسن قدیر کی وفات قریباً دو سال کی تکلیف دہ علالت کے بعد مؤرخہ 13 ستمبر 2022ء کو 50 سال کی عمر میں ہوئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دنیا بھی اک سَرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

میں غم واندوہ کی کیفیت میں عزیزم کی پیاری یادیں یکجا کرنے لگی ہوں۔ مرحوم 23/ نومبر 1971ء کو کراچی میں مکرم عبدالرؤف بھٹی صاحب (برادر مکرم عبدالغفور بھٹی صاحب مرحوم) کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی میں مکمل کی اور انٹر کے بعد 1999ء میں کراچی سے جرمنی ہجرت کی۔ شادی کے بعد فرانکفرٹ مقیم ہوئے، یہیں سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ نے جرمنی آکر آئی ٹی میں تعلیم حاصل کی اور بہت جلد اس میدان میں مہارت حاصل کر کے اچھی پوزیشن تک پہنچ گئے۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت ہمارے دادا مکرم غلام حیدر بھٹی صاحب (مرحوم) کے ذریعہ سے آئی۔ مرحوم کی شخصیت ان گِنت خوبیوں اور نیک صفات کا مرقّع تھی۔ آپ بھی اپنے دادا کی طرح خدا کی راہ میں قربانی کرنے سے کبھی گریز نہ کرتے۔ عبادت گزار، نماز روزہ کے پابند، انتہائی ملنسار، مہمان نواز، بااخلاق، ہنس مکھ، صابر اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والے انسان تھے۔ ہمیشہ صبر اور بہادری کا مظاہرہ کرتے اور شدید تکلیف کے ہوتے ہوئے بھی لبوں پہ مُسکراہٹ سجائے رکھتے۔ یہاں تک کہ کوئی تصوّر نہیں کرسکتا تھا کہ یہ شخص اتنی تکلیف میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مضبوط قوتِ ارادی سے نوازا تھا۔ وفات تک اپنے دوست احباب سے رابطے میں تھے اور شاید اسی وجہ سے سب کے لئے اِن کی وفات کی خبر ناقابل یقین تھی۔

ہمدردی خلق اور رحمی رشتوں سے حسنِ سلوک عزیزم کی شخصیت کا خاصا تھا۔ پاکستان میں والد محترم عبدالرؤف بھٹی صاحب کی 52 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی والدہ اور ہمشیرہ کو جرمنی منتقل کیا اور والدہ کی بے مثال خدمت کی۔ بیوہ والدہ کی خدمت میں اس قدر مشغول رہتے کہ ایک زمانے میں جب ضعیفی کے باعث وہ وہیل چیئر پہ تھیں تو نہ صرف اُن کی غذا اور علاج معالجہ کا خیال رکھا بلکہ گھر اوپر کی منزل پہ ہونے کے باعث کندھوں پر اُٹھا کر لیجانے میں بھی سعادت سمجھی اور دُعائیں سمیٹیں۔ والدہ اور بیوی کے حقوق کو ہمیشہ غیر جانبداری سے ادا کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح اپنی بہن کا سہارا بھی بنے رہے۔ بیک وقت تین گھرانوں کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ اگر کسی کے درمیان کوئی رنجش یا تلخی ہوتی تو اُسے دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے۔ خاندان میں ہر خوشی غمی کے موقع پر اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اہلیہ سمیت شامل ہوتے۔

خلافت سے بھی بے پناہ محبت تھی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے موصولہ خطوط سنبھال کر رکھتے اور پھر بڑی محبّت اور فدائیت سے ان کا تذکرہ عزیزوں سے کر کے اپنی انمول خوشی کا اظہار کرتے۔ عزیزم کی اکلوتی اولاد بھی خلیفۂ وقت کی دُعاؤں کا ہی ثمر تھی کہ شادی کے 19 سال بعد خدا تعالیٰ نے بیٹی کی نعمت سے نوازا۔

عزیزم کی جماعتی خدمات کا سلسلہ کم و بیش 24 سالوں پر محیط ہے۔ اسی طرح جماعتی خدمتگاروں کا بھی بہت ادب واحترام کرتے۔ گزشتہ کئی سالوں سے آپ صدر جماعت بورن ہائیم تھے اور اس وقت تک اس خدمت پر مستعد رہے جب تک کہ صحت نے اجازت دی۔ لوکل امارت میں بطور سیکرٹری تحریکِ جدید، سیکرٹری اُمورِ عامہ فرانکفرٹ Süd Friedhof، شعبہ رشتہ ناطہ، لوکل مجلس انصاراللہ میں بطور نائب زعیم اعلیٰ، منتظمِ اعلیٰ اجتماع اور انچارج سپورٹس کی خدمت کی توفیق پائی۔ جب کبھی کوئی خدمت سپرد ہوتی تو دین کو دُنیا پہ مقدم رکھتے ہوئے اُس کو بجالانے پر کمربستہ رہتے۔ فرانکفرٹ کے مقامی قبرستان میں بھی وقارِعمل شروع کروانے کی توفیق ملی۔ دینی فرائض کا بھی ہمیشہ اور ہر حال میں پابندی کے ساتھ خیال رکھا، نماز باجماعت کا التزام کرتے، رمضان خصوصی اہتمام کے ساتھ گزارتے، مع اہلیہ عمرہ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

محترم مولانا صداقت احمد صاحب امام و مبلغ انچارج جماعت جرمنی نے بیت السبوح فرانکفرٹ میں مؤرخہ 15 ستمبر 2022ء بروز جمعرات بعد نماز عصر موصوف کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مورخہ 16/ستمبر بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے دس بجے مکرم ومحترم نیشنل امیر صاحب جماعت جرمنی نے Süd Friedhof فرانکفرٹ میں عزیزم کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر دُعا کروائی۔ ہر دو مواقع پر گہرے دلی غم کی کیفیت میں ڈوبے ہوئے احباب جماعت اور عزیزوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور مرحوم کو دُعائے مغفرت کرتے ہوئے رخصت کیا۔

عزیزم نے پسماندگان میں اہلیہ اور کمسن بیٹی کے علاوہ ہمشیرہ مع تین بچگان سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیزم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے، آمین۔ (لبنیٰ ثاقب)

جامعہ احمدیہ جرمنی میں منعقد ہونے والی تقریبِ تقسیمِ اسناد (ستمبر 2022ء) میں سند حاصل کرنے والے گزشتہ چار سال کے شاہدین

2019ء

کرسیوں پر، دائیں سے بائیں: مکرم مبارز حسین بلوچ صاحب، مکرم شارق احمد افتخار صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب (صدر تعلیمی کمیٹی)، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت)، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب (پرنسپل جامعہ جرمنی)، مکرم کامل الیاس صاحب، مکرم کامران اشرف صاحب

کھڑے ہوئے، دائیں سے بائیں: مکرم نادر احمد ادریس صاحب، انصر احمد صاحب، مکرم منصور چیمہ صاحب۔

2020ء

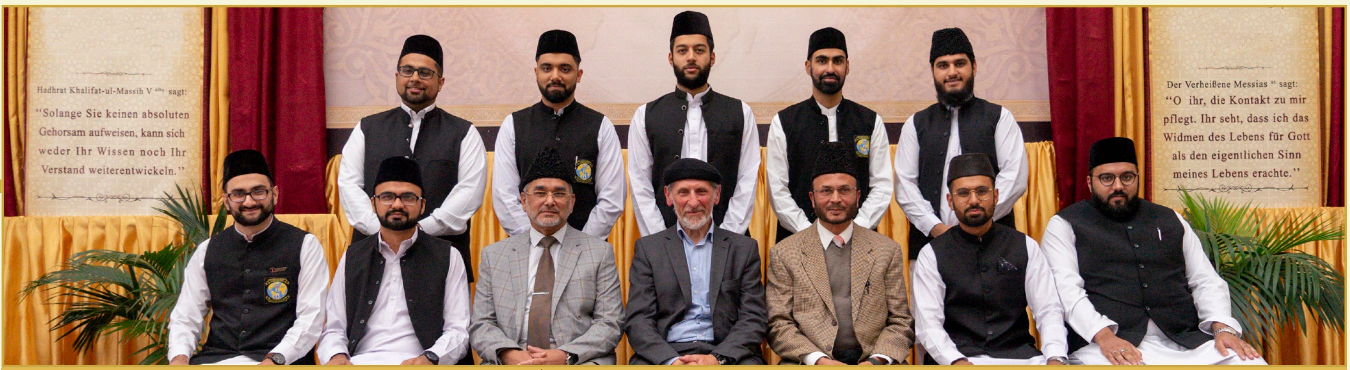

کرسیوں پر، دائیں سے بائیں: مکرم باسل اسلم صاحب، مکرم صہیب ناصر صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب (صدر تعلیمی کمیٹی)، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب (پرنسپل جامعہ جرمنی)، مکرم فیروز ادیب اکمل صاحب، مکرم نویل شاد صاحب

کھڑے ہوئے، دائیں سے بائیں: مکرم ظافر احمد صاحب، مکرم عطاء الکریم انصر صاحب، مکرم سجیل احمد صاحب، مکرم تلمیذ احمد صاحب، مکرم ہارون احمد عطاء صاحب

2021ء

کرسیوں پر، دائیں سے بائیں: مکرم ولید احمد خان انجم صاحب، مکرم اویس احمد ملک صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب (صدر تعلیمی کمیٹی)، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب (پرنسپل جامعہ جرمنی)، مکرم حافظ لقمان احمد صاحب، مکرم ساغر احمد بٹ صاحب

کھڑے ہوئے، دائیں سے بائیں: مکرم محمد عمران بشارت صاحب، مکرم ایاز ملک صاحب، مکرم سعود احمد صاحب، مکرم حمزہ نصیر احمد صاحب، مکرم اسد جری اللہ صاحب، مکرم شمس الملک چودھری صاحب، مکرم شرجیل احمد خالد صاحب، مکرم خواجہ عبدالنور صاحب، مکرم مباہل احمد منیب صاحب

2022ء

کرسیوں پر، دائیں سے بائیں: مکرم شارب احمد بلوچ صاحب، مکرم سفیر احمد بٹ صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب (صدر تعلیمی کمیٹی)، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب (پرنسپل جامعہ جرمنی)، مکرم عمیر احمد الیاس صاحب، مکرم محفوظ احمد منیر صاحب

کھڑے ہوئے، دائیں سے بائیں: مکرم فائز احمد صاحب، مکرم سیّد بخاری رمیض طاہر صاحب، مکرم سلیمان اختر صاحب، مکرم مامون فاروق صاحب، مکرم مدثر احمد صاحب، مکرم مصلح احمد باسط صاحب، مکرم لقمان بابر احمد صاحب، مکرم انصر احمد ارشد صاحب

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 23 | ISSUE 10 | October 2022
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de